عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | یکم تا ۸ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جولائی ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۲۶

اسلامی تقویم کا آغاز

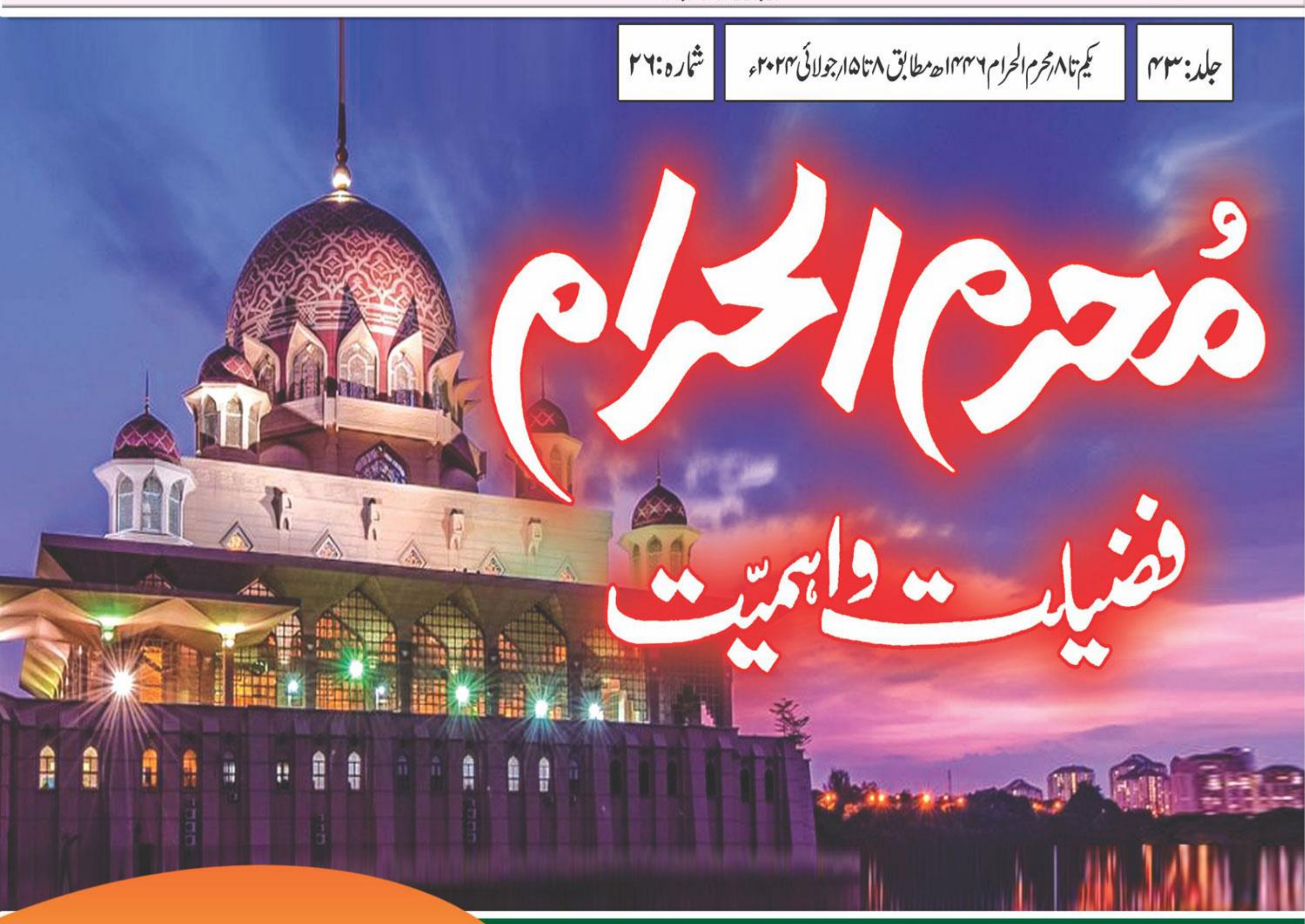

مُحرم الحرام

فضیلت و اہمیّت

سیّدنا عُمر فارُوقؓ
سیرت و کردار کا روشن باب

مدینہ سے کیا لے کر جائیں؟

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

فلیٹ کی ورثاء میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

س:....میری پھوپھی کی بیٹی ''ت'' کے دو شادی شدہ بیٹے ہیں۔ ''ت'' کے انتقال کے بعد ''ت'' کی چھوٹی بہن ''الف'' اپنے بہنوئی کے نکاح میں آگئیں، جن کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ کچھ سال بعد ''الف'' کے شوہر کا انتقال ہوگیا۔ ''الف'' کا ایک بھائی زندہ ہے، مزید کوئی بھائی یا بہن حیات نہیں ہے۔

دراصل ''الف'' اپنے شوہر اور دونوں سوتیلے بیٹوں جو کہ رشتہ میں ''الف'' کے سگے بھانجے بھی ہوتے ہیں، چھوٹے سے مکان میں کرائے پر رہائش پذیر تھے۔ شوہر بوڑھے ہونے کے باعث کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ بیٹوں کی آمدنی کم ہونے کے باعث گھر کا کرایہ اکثر ادا نہ کرنے کی وجہ سے مالک مکان سے تعلقات کشیدہ ہو چکے تھے۔ ''الف'' نے مجھ سے التجا کی کہ میں ان کی اور ان کے کنبہ کی رہائش کا بندوبست کردوں۔

میں نے زکوٰۃ کی رقم سے ایک فلیٹ اپنے نام بک کروالیا، چونکہ ''الف'' کا نیا شناختی کارڈ بنا ہوا نہیں تھا۔ فلیٹ کی تیاری اور حوالگی کے وقت تک ''الف'' کا شناختی کارڈ بوجہ (نادرا) نہیں بن سکا اور یوں فلیٹ کی رجسٹری مجھے اپنے نام کروانا پڑی۔ فلیٹ چونکہ بڑی رقم کا تھا، لہٰذا میں نے فلیٹ ''الف'' کے شوہر اور سوتیلے بیٹوں کے نام خریدنا مناسب نہیں سمجھا۔

چند ماہ پہلے ''الف'' بھی انتقال کرگئیں، ان کے شوہر دو سال پیشتر انتقال کر چکے تھے۔ ''الف'' کا صرف ایک بھائی، دو سوتیلے بیٹے زندہ ہیں۔ ان میں سے ایک بیٹے کی بیوی ''الف'' کی رشتہ میں سگی بھتیجی ہے۔ اس وقت فلیٹ میں ''الف'' کے دونوں سوتیلے بیٹے اپنی بیویوں اور بچوں کے ساتھ رہائش پذیر ہیں اور بجلی، گیس وغیرہ کے بل اپنے پاس سے ادا کرتے ہیں۔ راہنمائی فرمائیں کہ مندرجہ بالا صورتِ حال میں فلیٹ کس کی ملکیت ہوگا؟

ج:....صورتِ مسؤلہ میں آپ نے زکوٰۃ کی مد سے جو فلیٹ ''الف'' کے لئے خریدا تھا اور اس کے قبضہ میں بھی دے دیا تھا تو وہ ''الف'' کی ملکیت ہوگیا، خواہ کسی سبب سے کاغذوں میں آپ کو اپنے نام کرانا پڑا ہو، اب چونکہ ''الف'' کا انتقال ہو چکا ہے تو یہ فلیٹ اس کا ترکہ ہے، اس لئے یہ شرعی وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ ورثا میں ''الف'' کا ایک حقیقی بھائی موجود ہے دو سوتیلے بیٹے ہیں جو کہ اصل میں اس کے سگے بھانجے ہیں، لہٰذا ''الف'' کا کُل ترکہ اس کے اکلوتے حقیقی بھائی کو ہی ملے گا۔ ''الف'' کے سوتیلے بیٹوں کو اس میں کچھ نہیں ملے گا اور ''الف'' کے شوہر کا پہلے ہی انتقال ہوگیا تھا، اس لئے اس کو بھی ترکہ سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

ملتان

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۳ یکم تا ۸ محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جولائی ۲۰۲۴ء شمارہ:۲۶

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہؒ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
محرم الحرام.... فضیلت واہمیت	۷	مولانا عبدالقوی ذکی حسامی
سیدنا حضرت عمر فاروقؓ....	۱۰	مولانا عبدالمتعالی نعمان
اسلامی تقویم کا آغاز	۱۲	مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی
محترم مجیب الرحمٰن شامی کی خدمت میں!	۱۴	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
اسمارٹ فون... دورِحاضر کا عظیم فتنہ (۱۵)	۱۶	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ
سالانہ ختم نبوت کورس، کوئٹہ	۱۸	رپورٹ: مولانا عنایت اللہ
دعوتی وتبلیغی اسفار	۱۹	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
تحریک ختم نبوت کی چند یادیں! (۴)	۲۴	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
مدینہ سے کیا لے کے جائیں؟	۲۷	مولانا ولی اللہ ولی، عظیم آبادی

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۸۴ فصل:... ۲ ہجری کے واقعات

۱:... حضرت رُقیہؓ کی وفات:... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، ان کی وفات رمضان میں ہوئی، اور بقول بعض ذی الحجہ میں، مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ ان کی وفات غزوۂ بدر کے دو دن بعد ہوئی، اتفاق سے جس دن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور کفار کے قتل وہزیمت کی خوشخبری لے کر آئے، اسی دن ان کا انتقال ہوا، اور حضرت عثمانؓ اس وقت ان کی تدفین میں مصروف تھے، یہ ۱۹؍رمضان ۱ھ اتوار کا دن تھا، اور جنگِ بدر ۱۷؍رمضان بروزِ جمعہ ہوئی تھی۔ اور حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر بیس یا اِکیس سال تھی۔ حافظ سہیلی کہتے ہیں: ''صحیح قول یہ ہے کہ حضرت رُقیہ کی وفات ۲ھ میں ہوئی۔'' اور ''مواہب لدنیہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ۳۳ میلادِ نبوی میں ہوئی، اس بنا پر سنِ ولادت اور سنِ وفات کو شمار نہ کیا جائے تو ان کی عمر ۲۱ برس ہوتی ہے۔

۲:... اللہ کے راستے میں پہلی تیر اندازی:... اسی سال سریہ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب القرشی میں جو بطن رابغ بھیجا گیا تھا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا، اور یہ سب سے پہلا تیر تھا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلایا گیا۔

۳:... تحویلِ قبلہ:... اسی سال بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ کو قبلہ مقرّر کیا گیا۔ نصف رجب ۲ھ منگل کا دن تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے ٹھیک سترہ ماہ بعد کا واقعہ ہے، تحویلِ قبلہ کا حکم عین اس وقت نازل ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنوسلمہ (بکسر لام، انصار کے ایک قبیلے کا نام ہے) میں ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے، دو رکعتیں ہوچکی تھیں کہ تحویلِ قبلہ کا حکم آیا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز ہی میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے، اور دو رکعتیں بیت اللہ کی طرف ادا فرمائیں، اس لئے اس مسجد کا نام ''مسجد قبلتین'' ہوا۔ حافظ ابن کثیرؒ ''البدایہ والنہایہ'' میں فرماتے ہیں: ''تحویلِ قبلہ کا حکم اسلام میں سب سے پہلا نسخ ہے۔'' میں کہتا ہوں: حافظ ابنِ کثیرؒ کی مراد غالباً نسخ بعد از عمل ہے، ورنہ نسخ قبل از عمل اس سے تین سال پہلے واقع ہوچکا تھا، چنانچہ شبِ معراج میں پچاس نمازیں پانچ کی طرف منسوخ ہوئیں۔

۴:... صومِ عاشورہ کا حکم:... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا، نیز اس کا حکم فرمایا، یعنی بطورِ وجوب۔ یوں تو عاشوراء کا روزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرّمہ میں بھی رکھتے تھے، قبل از اسلام بھی اور بعد از اسلام بھی، مگر یہ بطورِ استحباب تھا، بطورِ وجوب نہیں تھا، بعد ازاں جب اسی سال یعنی ۲ ہجری میں روزۂ رمضان فرض ہوا تو صومِ عاشوراء کا وجوب منسوخ ہوگیا، اس کے بعد عاشوراء کا روزہ سنتِ مستحبہ رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر مبارک کے آخری سال میں فرمایا تھا کہ: ''اگر آئندہ سال تک زندگی رہی تو دسویں تاریخ کے ساتھ نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا۔'' مگر اگلا محرّم آنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دارِ فنا سے پردہ فرماگئے، مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عزم کا اظہار فرمایا تھا، اگرچہ خود رکھنے کی نوبت نہیں آئی، اس لئے ۱۰؍محرّم کے ساتھ ۹؍محرّم کا روزہ ملانا بھی مستحب قرار پایا۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے مہتمم، دارالعلوم کبیر والا کے فاضل، جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے سابق مدرس، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے محبوب شاگرد، حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے مسترشد، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے خلیفہ مجاز، ہزاروں طلبہ وعلماء کے استاذ وشیخ حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب ۲۴رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۳رمئی ۲۰۲۴ء بروز جمعہ اس دنیائے رنگ وبو میں ۷۵ بہاریں دیکھ کر راہی عالم آخرت ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! ان للہ ما أخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شئی عندہ باجل مسمّٰی!

حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب سے پہلا تعارف اس وقت ہوا جب آپ اپنے تین ساتھیوں سمیت حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہ کی خانقاہ کندیاں شریف میں تین دن کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے، میں بھی اپنے دو رُفقا کے ساتھ تین دن کے لیے خانقاہ سراجیہ گیا ہوا تھا، ایک ہی کمرے میں اور ایک ہی دسترخوان پر تینوں دن کھانا ساتھ کھاتے رہے۔ اس وقت دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ فیصل آباد سے تشریف لائے ہوئے ہیں اور آپ کا نام سید جاوید حسین ہے۔ اسی طرح دوسری بار کراچی دفتر ختم نبوت باب الرحمت میں آپ میرے شیخ ومربی حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید قدس سرہ سے ملنے کے لیے تشریف لائے، حضرت جلال پوری شہیدؒ اس وقت حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی قدس سرہ کے تحریر کردہ رسائل کی تسہیل کر رہے تھے، ایک جگہ پر حضرتؒ کو کچھ اشکال تھا تو آپ نے سید جاوید حسین شاہ صاحب کے سامنے اپنا اشکال رکھا تو انہوں نے تھوڑی ہی دیر میں وہ اشکال حل کر دیا۔ اسی طرح ایک بار حج کے موقع پر جب حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی قدس سرہ حیات تھے اور ختم نبوت حج گروپ کے ساتھ حج کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے، شاہ صاحب فجر کی نماز کے بعد ان کے ہوٹل میں ان سے ملنے کے لیے تشریف لائے تو حضرت کے کمرے سے متصل ہمارا کمرہ تھا، صبح کی نماز کے بعد ہم ذکر کر رہے تھے تو حضرت شاہ صاحب بھی کمرے میں آگئے اور ذکر میں آخر تک شریک رہے اور پھر جب تک ہم مکہ مکرمہ کے اس ہوٹل میں رہے، حضرت ذکر کے لیے روزانہ تشریف لاتے رہے۔

آپ دسمبر ۱۹۴۸ء میں مغل پورہ لاہور میں پیدا ہوئے، اس کے بعد آپ کے والدین ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں کلویا میں منتقل ہوگئے۔ ابتدائی اسکول کی تعلیم اپنے چک میں حاصل کی، ۱۹۶۱ء میں مڈل میں پوزیشن حاصل کی، جس کے نتیجے میں حکومت کی طرف سے آپ کے لئے وظیفہ جاری کیا گیا، لیکن آپ دینی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ مدرسہ مدنیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں داخلہ لیا، چھ سال تک یہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۶۸ء میں دارالعلوم کبیر والا میں داخلہ لیا، چار سال یہاں تعلیم جاری رکھی، دورہ حدیث شریف یہیں پڑھا۔ وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحانات میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۷۱ء میں جامعہ خیر المدارس میں دورۂ تکمیل کے لئے داخلہ لیا اور اس میں معقولات علم حدیث وغیرہ مختلف علوم وفنون کی منتہی کتابیں پڑھیں دو سال میں تکمیل کی۔ اس دوران مختلف اساتذہ سے فقہ وافتاء کی تعلیم بھی حاصل کی۔ سال کے آخر میں شعبان ورمضان میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ (بانی جامعۃ الرشید) کے پاس تمرین افتا کی۔ دورۂ تفسیر حضرت شیخ التفسیر مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے پڑھا۔ پھر اپنے

محبوب استاذ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے حکم پر ۱۹۷۴ء میں جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں تدریس شروع کی، یہاں گیارہ سال تدریس کی۔ بخاری شریف کے علاوہ حدیث کی تمام کتابیں پڑھائیں۔ اس کے بعد اپنے شہر فیصل آباد میں دارالعلوم فیصل آباد میں انیس سال تدریس کی۔ اس دوران جامعہ عبیدیہ کی بنیاد رکھی اور اپنے مدرسے کو پروان چڑھایا، پھر دارالعلوم فیصل آباد سے یہیں آ گئے اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ ہر سال شعبان اور رمضان میں دورۂ تفسیر بھی پڑھاتے تھے۔

آپ تصوف وسلوک سے گہری وابستگی وشغف رکھتے تھے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کی بیعت کی، ان سے تصوف کے اسباق پڑھے، ذکر سبعہ صفات تک پہنچے تھے کہ حضرت بہلویؒ کا انتقال ہو گیا، پھر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے فرزند حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے ۱۹۷۷ء میں بیعت کی، ۱۹۸۳ء میں حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ نے آپ کو خلافت دی، ان کے علاوہ بھی کئی مشائخ حضرت خواجہ خان محمدؒ، حضرت مفتی عبدالستارؒ، سید نفیس الحسینیؒ وغیرہ سے کسبِ فیض کیا۔ دارالعلوم پیپلز کالونی کی تدریس کے دوران جامعہ عبیدیہ کی بنیاد رکھی۔ اپنے جامعہ کا نام رکھنے میں بھی اپنے مرشد مولانا عبیداللہ انورؒ کے نام کی مناسبت کو سامنے رکھا۔ جامعہ عبیدیہ نام تجویز کیا۔ حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ اپنے دور کے نامور استاذ العلماء تھے۔ درس نظامی کی تمام کتب بڑی شان کے ساتھ پڑھائیں اور سیکڑوں علماء و ہزاروں شاگردوں نے آپ سے علم دین پڑھا۔ شعبان المعظم اور رمضان المبارک میں مدارس کی چھٹیوں کے دوران حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کی طرز پر تفسیر قرآن پڑھاتے تھے۔ مدارس عربیہ کے فضلاء، اساتذہ اور منتہی طلباء نے آپ سے دورہ تفسیر پڑھا۔ حضرت لاہوریؒ، حضرت بہلویؒ، حضرت درخواستیؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ ایسے حضرات کے دورہ تفسیر کی کلاسوں کے خلا کو مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب کے دورہ تفسیر کی کلاس نے پُر کیا۔

مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحبؒ کو خدا تعالیٰ نے جو مقام محبوبیت عطا کیا، وہ قابل رشک تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں خلق خدا کا آپ کی طرف رجوع ہو گیا۔ خلافت ملنے کے بعد آپ نے لوگوں کو فیضیاب کرنا شروع کیا، پاکستان اور بیرون ملک لوگوں کی بڑی تعداد آپ سے وابستہ ہوئی۔ خانقاہ عبیدیہ اقبال ٹاؤن آپ کے مرکز میں ہر بدھ کو مجلس ذکر ہوتی تھی، جن میں سالکین کی بڑی تعداد شریک ہوتی تھی۔ آپ کے ملفوظات کی بہت سی کتابیں شائع ہوئی۔ وعظ ونصائح پر مشتمل مجالس ذکر بھی معروف ہے۔ رمضان میں لوگ آپ کے ہاں اعتکاف کرتے تھے۔ طلبہ کی بڑی تعداد نے آپ سے علم دین حاصل کیا۔ آپ ہر سال بلاناغہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر تشریف لاتے، ہمیشہ عوام میں بیٹھ کر کانفرنس میں شرکت کرتے اور واپس چلے جاتے۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحبؒ کے امیر مرکزیہ بننے کے بعد ان کے حکم پر اسٹیج پر تشریف لاتے، لیکن بیان بالکل نہ کرتے۔ لگتا ہے کہ پوری کانفرنس میں اپنی شرکت کے دوران صرف دعاؤں میں مصروف رہتے۔ آپ پچھلے کچھ عرصہ سے گردوں کے مریض ہو گئے تھے۔ علاج معالجہ جاری رہا، تبلیغی وخانقاہی سفر بھی جاری رہے۔ اب کچھ مہینوں سے بہت زیادہ علالت حاوی ہو گئی تھی تو اسفار کرنا بند کر دیے تھے۔ بہت بہادر انسان تھے کہ بیماری کے باوجود جو اور جتنے خیر کے کام کر سکتے تھے آخری وقت تک جاری رکھے۔ کافی حضراتِ علماء کو خلافت سے سرفراز کیا جو آپ کے بعد تصوف کی دنیا کو شاد کام رکھیں گے۔ آپ نے پسماندگان میں ہزاروں طلبہ اور مسترشدین کے علاوہ ایک صاحبزادہ، تین بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑی ہیں۔ آپ کے فرزند مولانا سید محمد زکریا شاہ سلمہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، آپ کا جنازہ فیصل آباد کے چند بڑے جنازوں میں شمار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت سید جاوید حسین شاہ صاحب کی جملہ حسنات کو قبول فرمائے، آپ کو جنت الخلد کا مکین بنائے اور آپ کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین! ہفت روزہ ختم نبوت کے باتوفیق قارئین سے حضرت کے لیے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

محرم الحرام..... فضیلت واہمیت

مولانا عبدالقوی ذکی حسامی

تاریخی نظام اور اس کی ضرورت:

سیکنڈ سے گھنٹہ، گھنٹہ سے دن، مہینہ اور سال تک کے معمولات کو صحیح انداز اور مناسب تقسیم کرنے کو بزبانِ عربی تقویم، اردو میں نظام الاوقات، ہندی میں جنتری اور انگریزی میں کیلنڈر کہتے ہیں۔ اور وقت وہ شئے ہے جو اپنے محور میں گھومتا رہتا ہے۔ اسی وقت سے فرد سے قوم تک کے حالات وواقعات درج ہو کر ماضی کے حوالہ ہوجاتے ہیں، جس سے عبرت ونصیحت لے کر انسان اپنے مستقبل کے معاملات طے کرتا ہے۔ علاوہ ازیں انسان کے لیے سیاسی، سماجی اُمور، معاشرتی تقریبات اور مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لیے ایک مرتب نظام کی ضرورت ہوتی ہے، جس کے بغیر انسان کا مفوضہ ذمہ داری کو نبھانا مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

تاریخی نظام کی اقسام:

اسی مقصد کے تحت دنیا میں مختلف نظام الاوقات رائج ہیں، عمومی طور پر دو نظام معروف ہیں:

1۔ شمسی: جنوری سے دسمبر تک

2۔ قمری: محرم الحرام سے ذوالحجہ تک۔

شمسی تاریخ کو عیسوی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے) نسبت حاصل ہے۔ اور نظامِ قمری ہجرتِ نبوی 1 کی طرف منسوب ہے۔

موجودہ دور میں عموماً سرکاری وغیر سرکاری، نجی وملکی تمام تر معاملات شمسی تواریخ کے لحاظ سے انجام پاتے ہیں، البتہ اسلامی احکامات وفرائض قمری نظام سے مربوط ہیں، جیسے: روزہ، زکوٰۃ، حج، عیدین، وغیرہ۔

قمری سن کی اہمیت:

قمر لغتِ عربی میں چاند کو کہتے ہیں، اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے قمری کہتے ہیں، کیونکہ اس نظام کا سارا دارومدار چاند کے گھٹنے اور بڑھنے پر منحصر ہے اور یہ قمری تاریخی کیلنڈر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عمل ہجرت سے وابستہ ہے۔ (ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام)

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ''إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ'' کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں: ''قمری مہینوں کی جو ترتیب اسلام میں معروف ہے، وہ رب العالمین کے ترتیب کردہ ہیں، جس میں خاص مہینوں کے مخصوص احکام نازل فرمائے ہیں، اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کے یہاں احکامِ شرعیہ میں قمری سن معتبر ہے، اور یہ اللہ کو پسند ہیں، اسی لیے قمری حساب کا محفوظ رکھنا فرضِ کفایہ ہے، اگر ساری اُمت قمری حساب کو ترک کردے تو گنہگار ہوگی۔ قمری حساب محفوظ رہے تو شمسی تواریخ کا استعمال بھی جائز ہے۔'' (معارف القرآن، ج:۴، ص: ۳۷۳)

قمری سال کا پہلا مہینہ (محرم الحرام):

محرم کے معنی: معظم، محترم اور معزز ہیں، اس ماہ کا شمار اشہرِ حرم میں سے ہے، جن کی عظمت وفضیلت کتاب وسنت میں آئی ہے، جن میں اعمالِ صالحہ کا اجر وثواب دوگنا کر کے دیا جاتا ہے۔ یہ مہینہ ایسی بزرگی والا ہے جس کا ادب واحترام نزولِ کتاب کے زمانہ میں اہلِ کتاب اور کفارِ مکہ بھی کیا کرتے تھے۔ بعض علمائے سلف نے اشہرِ حرم میں بھی محرم الحرام کو افضل لکھا ہے، چنانچہ حافظ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں:

''وقد اختلف العلماء في أي الأشهر الحرم أفضل؟ فقال الحسن البصري رحمه الله: أفضلها شهر الله المحرم، ورجّحه طائفة من المتاخرين۔''

ترجمہ: ''علماء کرام نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اشہرِ حرم میں کونسا مہینہ افضل ہے؟ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: ان میں افضل مہینہ اللہ کا مہینہ محرم ہے، اور متاخرین میں سے ایک جماعت نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔''

(خصوصیاتِ ماہِ محرم الحرام ویومِ عاشوراء)

محرم الحرام کے فضائل:

ماہِ محرم الحرام ان چار مہینوں میں سے ایک ہے، جن کی حرمت وعظمت کو اللہ تعالیٰ نے

کائنات بناتے وقت ہی لکھ دیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ‘‘ (سورۃ التوبہ:۳۶)

ترجمہ: ’’یقیناً شمار مہینوں کا (جوکہ) کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک (معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری) ہیں جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کیے تھے (اسی روز سے اور) ان میں چار خاص مہینے ادب کے ہیں۔‘‘ (حضرت تھانویؒ)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’حرمت کے مہینوں میں نیک کام کرنے کا ثواب بہت بڑا ہے، لہٰذا ان میں گناہ کرنے کا عذاب بھی بہت بڑا ہے، اگرچہ گناہ ہر زمانہ میں (برائی کے لحاظ سے) بڑا ہوتا ہے۔‘‘ (مظہری)

مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں کہ: ’’تمام انبیاء کی شریعتیں اس پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور ان میں کوئی گناہ کرے تو اس کا وبال وعذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔‘‘ (معارف القرآن)

علامہ ابن رجبؒ فرماتے ہیں کہ: اسلاف تین عشروں کی بہت عظمت و لحاظ کرتے تھے: 1۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ، 2۔ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ، 3۔ محرم الحرام کا پہلا عشرہ۔

(محرم الحرام کا مہینہ)

امام نسائیؒ نے اس ماہِ مبارک کی فضیلت پر یہ روایت نقل فرمائی ہے:

’’عن أبي ذر رضي الله عنه قال: سألت النبي ﷺ أي الليل خير؟ و أي الأشهر أفضل؟ فقال: خير الليل جوفه، و أفضل الأشهر شهر الله الذي تدعونه المحرم۔‘‘

’’حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: رات کا کونسا حصہ بہتر ہے؟ اور کونسا مہینہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کا درمیانی حصہ بہتر ہے، اور مہینوں میں افضل مہینہ اللہ کا مہینہ ہے، جس کو تم محرم کہتے ہو، لیکن ماہِ رمضان اس سے مستثنیٰ ہے۔‘‘

(خصوصیاتِ ماہِ محرم الحرام)

محرم الحرام میں روزوں کی فضیلت:

ماہِ محرم الحرام میں نفلی روزوں کی بڑی اہمیت ہے، کیونکہ اس مہینہ کو اللہ سے نسبت حاصل ہے اور یہ نسبت ماہِ محرم کی فضیلت کو بتلاتی ہے، حدیث پاک میں ارشاد ہے:

’’أفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم۔‘‘ (رواہ مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، رقم:۲۰۳۸)

ترجمہ: ’’رمضان کے روزے کے بعد بہترین روزے اللہ کا مہینہ محرم ہے۔‘‘

اس حدیث میں محرم کے عام نفلی روزے مراد ہیں اور یہی راجح قول ہے۔

(ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام)

نیز فقہائے کرام اشہرِ حرم میں بطور خاص محرم کے مہینہ میں نفلی روزوں کے حسبِ حیثیت اور وسعت مستحب ہونے کے قائل ہیں۔

(حوالہ سابق)

ماہِ محرم کے چند اہم تاریخی واقعات:

ماہِ محرم ۷ھ میں غزوۂ خیبر ہوا۔ ماہِ محرم ۱۴ھ میں جنگ قادسیہ ہوئی، اس جنگ میں مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے اور کفار کا سردار مشہور زمانہ رستم تھا، تین دن کے سخت مقابلہ کے بعد چوتھے روز مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ ماہِ محرم ۱۸ھ شام اور عراق میں طاعونِ عمواس کی سخت جان لیوا وبا پھیلی تھی، اور حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کا انتقال بھی اسی بیماری سے ہوا جو اس وقت مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ اس علاقہ میں مصروفِ جنگ تھے اور اسی سن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دمشق کے گورنر مقرر ہوئے۔ ماہِ محرم ۲۴ھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر میں فاتحانہ داخل ہوئے، اور یہی وہ سن ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ ماہِ محرم ۶۱ھ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مع رفقاء جامِ شہادت نوش کیا۔ ماہِ محرم ۶۷ھ میں کوفہ کا گورنر عبیداللہ بن زیاد قتل ہوا۔ ماہِ محرم ۷۴ھ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی۔

(ملخص از ماہِ محرم الحرام کے فضائل اور احکام)

یہ وہ چند تاریخی اشارے ہیں جو محرم الحرام میں واقع ہوئے ہیں، اس کے علاوہ بے شمار اور تاریخی حقائق کتبِ سیر میں مذکور ہیں۔

صومِ عاشورا کے فضائل:

صوم عاشورا کی فضیلت محرم الحرام کے دیگر ایام سے بڑھی ہوئی ہے، اور احادیث میں اس کے فضائل وارد ہوئے ہیں، جمہور صحابہؓ وتابعینؒ اور ائمہ مجتہدین کی رائے یہی ہے کہ عاشورا سے دس محرم کا روزہ مراد ہے، اور لغت کی رُو سے بھی عاشورہ کا لفظ دس محرم پر صادق آتا ہے:

’’عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول

اللہ ﷺ أمر بصیام یوم عاشورا، فلما فُرض رمضان کان من شاء صام ومن شاء أفطر۔'' (بخاری:۲۰۰۱)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ جب رمضان کے روزے فرض کردیے گئے (اختیار دیا گیا) جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔''

ایک حدیث میں اس دن کو اللہ رب العزت کا دن قرار دیا گیا، چنانچہ ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے یہ روایت منقول ہے کہ:

''قال رسول اللہ ﷺ: ھذا یوم من أیام اللہ، فمن شاء صامه ومن شاء ترکه۔''

(ابوداؤد:۲۴۴۳)

اور اس دن روزہ رکھنے کا ثواب یہ ہے کہ سال گزشتہ کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے:

''وسئل عن صوم یوم عاشوراء، فقال یکفر السنة الماضیة۔'' (مسلم:۱۱۲۶)

اس حدیث کے ضمن میں یہ بات ملحوظ رہے کہ گناہوں سے صرف صغائر معاف ہوں گے، البتہ کبائر کے لیے توبہ شرط ہے۔

تنہا صوم عاشورا اور مخالفتِ یہود:

یہود اسلام کے ازلی دشمن ہیں، ان کی مخالفت سنتِ نبوی ہے، اسی وجہ سے اسلام کے بیشتر احکامات میں ان کی مخالفت قولاً وعملاً کی گئی، ابتدا میں صرف ایک روزہ رکھا جاتا تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہود بھی روزہ رکھا کرتے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت میں مزید ایک روزہ اضافہ کرنے کا حکم دیا، یا تو نو تاریخ کو روزہ رکھ لیا جائے، اس کی تائید ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت سے ہوتی ہے:

''قال رسول اللہ ﷺ: صوموا التاسع والعاشر وخالفوا الیہود۔'' (ترمذی:۷۵۵)

یا نو تاریخ کے بجائے گیارہ تاریخ کو روزہ رکھ لیا جائے، اس کا ثبوت حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی ایک دوسری روایت میں ہے:

''قال رسول اللہ ﷺ: صوموا یوم عاشوراء وخالفوا الیہود، صوموا قبله یوماً أو بعدہ یوماً۔'' (مسند احمد)

فقہائے کرام نے ان ارشادات کی روشنی میں تنہا دس محرم کا روزہ رکھنا مکروہِ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ لکھا ہے، اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف عاشوراء کا روزہ رکھنا گناہ ہے، یہ بے اصل بات ہے۔ (ماہ محرم کے فضائل اور احکام)

بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ فی زمانہ اہلِ یہود کے روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے تشبہ نہیں پایا جاتا ہے، اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اول اس کا قطعی علم نہیں کہ وہ روزہ رکھتے ہیں یا نہیں۔

(کذا فی فتاوی رحیمیہ، ج:۵، ص:۱۹۷)

دوسرا یہ کہ نو اور گیارہ کا روزہ رکھنا منصوص ہے اور چودہ سو سال سے تعاملِ ناس ہے۔ (المغنی لابن قدامہ، بحوالہ حاشیہ ماہِ محرم کے فضائل اور احکام)

یومِ عاشورا سے وابستہ تاریخ:

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اس دن ہوئی، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جبلِ جودی پر اس دن ہی آٹھہری، حضرت یونس علیہ السلام اسی دن مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے خلاصی ملی وہ یہی دن تھا، حضرت یعقوب علیہ السلام کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے اسی دن ہوئی، اور حضرت یوسف علیہ السلام تختِ خلافت پر دس محرم ہی کو متمکن ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی دن اپنی قوم سمیت فرعون سے نجات پائی، اور اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو آزمائش کے بعد بادشاہت ملی، اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بھی بعد امتحان شفا اسی روز ملی، یہی وہ دن ہے جس میں حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا گیا، اور یہی وہ دن ہے جس میں جگر گوشۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے باطل سے ٹکرا کر جامِ شہادت گلے لگایا، اسی دن اس کائنات کی بساط لپیٹ کر قیامت برپا کردی جائے گی۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، بحوالہ خصوصیات ماہ محرم الحرام ویوم عاشورا، ومعارف القرآن [ملخصاً])

اس ماہ میں کرنے کے کام:

اس ماہ میں چند کام ہیں جن کو ہمیں انجام دینا ہے: ۱۔ یوم عاشورا کا روزہ رکھنا، ۲۔ گھر والوں پر خرچ میں توسُّع کرنا، ۳۔ فرائض کا اہتمام اور نفلی عبادات بکثرت کرنا، ۴۔ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنا، ۵۔ اتباعِ سنت کا التزام کرنا۔

اس ماہ میں نہ کرنے کے کام:

وہ امور جن سے اس ماہ میں بچنا ہے وہ یہ ہیں: ۱۔ کالا لباس پہننا اور کالا جھنڈا لگانا، ۲۔ نحوست اور غم کا مہینہ سمجھنا، ۳۔ سوگ وتعزیہ اور ماتم کرنا، ۴۔ شربت وغیرہ کی سبیلیں لگانا، ۵۔ دیگر من گھڑت رسموں کو اپنانا۔ ☆☆

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سیرت وکردار کا روشن باب

محمد عبدالمتعالی نعمان

امیر المومنین، خلیفۂ دوم، مرادِ رسولؐ، عشرۂ مبشرہؓ کے بزم نشین، امام عادل، فاروق اعظم، سیدنا حضرت عمرؓ بن خطاب قریش کی مشہور شاخ بنوعدی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا نام عمرؓ، لقب فاروق اور کنیت ابوحفص تھی۔ والد کا نام خطاب بن نفیل اور آپ کی والدہ کا نام ختنمہ تھا۔ یہ عرب کے مشہور سردار ہشام بن مغیرہ کی بیٹی تھیں۔ آپؓ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت پر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے۔ قریش کی سفارت اور مقدمات کی ثالثی کا عہدہ آپؓ کے خاندان سے مخصوص و متعلق تھا۔

آغاز شباب ہوا تو نسب دانی، تیر اندازی، سپہ گری، پہلوانی اور خطابت میں خصوصی مہارت حاصل کی۔ انتہائی نڈر اور بہادر تھے اور اکثر عکاظ کے میلے میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کرتے تھے، آپؓ کا شمار عرب کے ان چند افراد میں ہوتا تھا، جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ذریعۂ معاش تجارت تھا، چناں چہ اس ضمن میں حضرت عمرؓ نے عراق، شام اور مصر کے متعدد سفر کئے جن سے آپؓ میں تجربہ کاری اور معاملہ فہمی کے اوصاف میں نکھار پیدا ہوا۔ نبوت کے چھٹے برس مشرف بہ اسلام ہوئے اور دربارِ رسالت سے ''فاروق'' کا خطاب حاصل کر کے تاریخ عالم کی فقید المثال شخصیات میں داخل ہو گئے، جنہیں انگلیوں پر گنا جا سکے۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے قبل تقریباً چالیس افراد دولتِ اسلام سے فیض یاب ہو چکے تھے۔ آپؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں نے علانیہ خانہ کعبہ میں نماز ادا کی۔ حضرت عمرؓ کو اسی جرأت پر ''فاروق'' کا لقب عطا ہوا۔ تاریخ شاہد ہے کہ فاروق اعظمؓ کو سید عرب وعجم، رحمتِ دوعالم، خاتم النبیین، نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کریم سے دامن دعا پھیلا کر مانگا تھا۔ آپ کے قبول اسلام کے بعد اسلام کی شوکت وسطوت کا آغاز ہوا اور زمین وآسمان کے اہلِ حق شاداں وفرحاں تھے۔

جو اپنے مرشد کریم ﷺ کی نگاہ لطف وکرم کا تارا تھا، جسے آغوشِ نبوت نے بڑے اہتمام اور ناز سے سنوارا تھا۔ جس کی ہجرت علانیہ اور نصرتِ الٰہی سے معمور تھی۔ جس کی زبان سے، حق گویا تھا۔ جس کے دل پر انوار الٰہی کا نزول ہوا کرتا تھا۔ جس کا شمار عالم، محدث، مفسر اور مجتہد اکابر صحابہؓ میں تھا۔ جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر اور جو چراغ اہلِ جنت ہے، جس کا وقار آسمان دنیا کا ہر فرشتہ کرتا ہو۔

اپنے آقا ومولیٰ سے جس کے ادب و نیاز نے عشق کو نیا ذوق جمال بخشا تھا جس کے درّے کی ہیبت سے باطل ہر وقت لرزہ براندام رہتا تھا، جس کے پیوند لگے لباس کے رعب سے شاہانِ عالم پر کپکپی طاری رہتی تھی۔ جس گلی سے وہ گزرتا، وہاں سے ابلیس بھاگ جاتا تھا، جس کی وسیع وعریض سلطنت میں کوئی بھوکا نہیں سوتا تھا، جس کی رعایا رات کو آرام کرتی اور وہ خود ''راتوں'' کو جاگ کر رعایا کی خبر گیری کیا کرتا تھا۔ جس کی درویشی اور فقر غیور نے انسانوں کو عزت نفس اور خودداری کا درس دیا۔ حق گوئی، وبیباکی جس کی سرشت تھی۔ وہ خود بھی حق گو تھا اور دوسروں کی حق گوئی سے خوش ہوتا تھا۔ جس کا نام نامی آج بھی عدل و انصاف، دیانت وامانت، حق گوئی وبیباکی اور جرأت و استقامت کا جلی عنوان بن کر چمک رہا ہے۔

حضرت عمرؓ بن خطاب سابقون الاولونؓ اور عشرہ مبشرہؓ میں شامل ہیں۔ پانچ سو سے زائد احادیث مبارکہ آپؓ سے مروی ہیں۔ آپ ایک عظیم عادل حکمراں، فاتح سیاست داں ومدبر اور منتظم بھی تھے۔ پیچیدہ فقہی مسائل میں آپؓ کی مجتہدانہ رائے تمام عقدے کھول دیا کرتی، یہ حرف آخر کی حیثیت رکھتی تھی۔

آپؓ فصیح وبلیغ خطیب تھے اور سخن فہمی کا عمدہ ذوق رکھنے کے ساتھ ساتھ شعرائے عرب کے کلام پر تنقیدی نگاہ رکھتے تھے۔ آپؓ کے حکیمانہ مقولے آج بھی عربی ادب کی جان ہیں۔ سیدنا حضرت عمرؓ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپ کی فضیلت و برتری اور عظمتِ شان سے متعلق بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہیں، آپؓ مرادِ رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (ترجمہ) ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔'' (ترمذی)

آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل

بیت اطہارؓ سے سیدنا عمرؓ والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ جس کے ان گنت واقعات تاریخ و کتب سیرت کی زینت ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے انتہائی قریب اور مشیر خاص رہے اور تمام معرکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ رہے۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں بھی ان کے دستِ راست، مشیر اور قاضی رہے۔ خلیفۂ رسول، افضل البشر بعد از انبیاء سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کے بعد خلافت راشدہ کی باگ ڈور سنبھالی اور زندگی کے ہر شعبے میں اصلاحات کیں۔ جن سے اقوام عالم ہمیشہ فیض یاب ہوتی رہیں گی۔

فاروقِ اعظمؓ نے اپنے مبارک دور میں بہت سی سیاسی، انتظامی، معاشی، معاشرتی اور تمدنی اصلاحات ایجاد فرمائیں ان کو اولیات عمرؓ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں۔ بیت المال کا قیام، سن ہجری کا آغاز، امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا، عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے۔ فوجی دفتر ترتیب دیئے اور فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ مردم شماری کرائی، ملک کی پیائش کا قاعدہ جاری کیا۔ جیل خانہ جات اور پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ نہریں کھدوائیں، کئی شہر آباد کرائے، مثلاً کوفہ، بصرہ، فسطاط (قاہرہ) وغیرہ، رضا کاروں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

دیگر ملکوں کے تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کی اجازت دی، راتوں کو گشت کر کے رعایا کا حال معلوم کرنے کا طریقہ نکالا، پرچہ نویس مقرر کئے، مسافروں کے لئے کنویں اور سرائے تعمیر کئے، ریاست کو باقاعدہ صوبوں میں تقسیم کیا، وظائف کا اجراء کیا۔ مفلوک الحال غیر مسلموں کے لئے روزینے مقرر کئے۔

ہجو اشعار کہنے والوں کے لئے تعزیر مقرر کی۔

نماز تراویح باجماعت پڑھنے کا اہتمام کیا۔

نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر سب کا اجماع کیا۔

مساجد کے اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں وغیرہ وغیرہ۔ اپنے دورِ خلافت میں اس وقت کی سپر پاورز روم وایران کو شکست فاش دی اور یوں قیصر وکسریٰ کی شہنشاہیت کے تاریک دور کا خاتمہ ہوا۔ آپؓ نے نظم حکومت کو ایسا انصاف عطا کیا کہ جس پر انسانیت کو ہمیشہ ناز رہے گا۔

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک ہزار سے زائد شہر مع ان کے مضافات اپنے حسن تدبّر سے فتح کئے اور وہاں قرآن وسنت کا حقیقی نظام نافذ فرمایا۔

خلیفۂ ثانی، مرادِ رسولؐ سیدنا عمر فاروقؓ نے اپنے عہد زریں میں یوں تو اسلام اور مسلمانوں کو بڑی عظمت بخشی، مگر انہوں نے اسلامی قلمرو کے ڈانڈے ایک طرف مصر سے ملحق افریقی صحراؤں سے ملا دیئے تو دوسری طرف عراق وشام وایران کے طول وعرض سے گزر کر افغانستان کے شہر کابل تک پہنچ گئے تھے اور ایک ایسی وسیع سلطنت قائم کردی تھی، جس کی مثال تاریخ نے شاید ہی کبھی دیکھی ہو۔ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ 22 لاکھ مربع میل کے مقتدر فرماں روا تھے، لیکن آپؓ کے تقویٰ، سادگی اور زہد وقناعت کا یہ عالم تھا کہ آپؓ کے کرتے پر کئی پیوند لگے ہوتے اور غذا میں خشک روٹی اور کھجور کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔

آپؓ کی خلافت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور رحمتِ واسعہ کا ایک عجیب نمونہ تھی جو کمالات رسول خدا ﷺ کی تعلیم وتربیت نے آپؓ کی ذاتِ مبارکہ میں پیدا کردیئے تھے ان کے ظہور کا پورا موقع زمانہ خلافت ہی میں ظاہر ہوا۔ جو وعدے حق تعالیٰ نے پیغمبر اعظم و آخر ﷺ سے کئے تھے اور جو پیش گوئیاں قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں غلبۂ دین، ظہور ہدایت اور فتوحات کی مذکور ہیں، وہ بہ حسن وخوبی آپؓ کی خلافت میں مکمل ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے ''حضرت عمرؓ کا اسلام لانا ہمارے لئے فتح مبین تھا۔ آپؓ کی ہجرت ہمارے لئے نصرت الٰہی تھی۔ آپؓ کی خلافت سراپا رحمت تھی۔ (ابن سعد)

اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی اور احساس ذمہ داری کا احساس اتنا شدید تھا کہ آپؓ فرمایا کرتے تھے۔ اگر ساحل فرات پر کوئی کتا بھی بھوک پیاس سے مرگیا تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ آپؓ کی شخصی عظمت کا اعتراف اپنوں کے علاوہ اغیار بھی کرنے پر مجبور ہیں۔ اپنے دورِ خلافت میں حضرت عمرؓ نے اسلامی حکمرانی کا جو نمونہ پیش کیا۔ بڑے بڑے عالموں، مورخوں، جرنیلوں اور سیاست دانوں نے ہمیشہ اسے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے دنیا کے حکمرانوں کے لئے لائق تقلید نمونہ قرار دیا ہے۔

شہادت کے بعد آپؓ اپنی آرزو اور تمنا کے مطابق روضہ نبویؐ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں آسودہ خاک ہوئے۔ اور یوں جس طرح زندگی میں حضور ﷺ کی معیت حاصل تھی، بعد از شہادت بھی شافع محشر ﷺ کی معیت حاصل ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نہ صرف اسلامی تاریخ بلکہ تاریخ عالم کا روشن ترین اور درخشاں باب ہیں۔ آپؓ کا نام نامی آج بھی جرأت و استقامت، حق گوئی وبیباکی اور عدل وانصاف کا مہکتا استعارہ اور ضرب المثل بنا ہوا ہے۔☆☆

اسلامی تقویم کا آغاز

مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی خیر آبادی

اسلامی تقویم کا آغاز محرم الحرام سے ہوتا ہے جو کہ اسی فطری نظام کائنات کے تحت جیسا کہ خالق کائنات نے مقرر فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

’’اِنَّ عدة الشهور عند اللّٰه اثنیٰ عشر شهرا فی کتاب اللّٰه یوم خلق السموٰات والأرض منها اربعة حُرمٌ ذلک الدین القیم ۔‘‘(سورہ توبہ)

ترجمہ:’’یقیناً مہینوں کی تعداد تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہے اللہ کی کتاب (لوح محفوظ) میں جس دن کہ پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور ان میں چار حرمت والے مہینے ہیں یہی سیدھا درست دین ہے۔‘‘

ان بارہ مہینوں کی ترتیب محرم سے شروع ہوکر ذوالحجہ پر ختم ہوتی تھی اور چار مہینے محرم، رجب، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اشہر حرم تھے جن میں قتل وقتال جائز نہیں تھا۔ اہلِ عرب ان چاروں مہینوں کی حرمت کا لحاظ و پاس کرتے تھے حالانکہ ریگستان عرب کے بدوؤں اور بادیہ نشیں قبائل کی معیشت وزندگی کا دارومدار عام طور پر لوٹ مار پر تھا، قافلوں اور مسافروں کو لوٹنا ان کا مشغلہ تھا بلکہ روزی روٹی کے حصول کے لئے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر حملہ آور ہوتا رہتا تھا اسی وجہ سے عرب کی سرزمین پر خون خرابہ، قتل و قتال اور غارت گری کا ایک چلن تھا جو قبیلہ زیادہ جنگجو ہوتا تھا اس کی عظمت وشوکت تسلیم کی جاتی تھی مگر یہ تمام خون خرابے لوٹ پاٹ اشہر حرم میں موقوف کردیئے جاتے تھے۔

اہلِ عرب اگرچہ چار کے عدد کا لحاظ کرتے تھے مگر قدرتی ترتیب کا پاس نہیں کرتے تھے چونکہ ذیقعدہ، ذوالحجہ اور محرم تین مہینے پے درپے حرمت والے ممنوع القتال پڑتے تھے اس سہ ماہی وقفہ میں اکثر ان کے خورد ونوش کا سامان ختم ہو جاتا تھا خاص کر صحرا و جنگل میں بسنے والے منتشر بدوؤں کے قبائل جن کا پیشہ ہی لوٹ مار تھا پھر وہ قبائل عرب بھی پریشان رہتے تھے جن کی عادت ہی دوسرے قبیلوں سے جنگ تھی۔ لہٰذا ان سب نے یہ ترکیب نکالی کہ حرمت والے مہینوں میں تقدیم وتاخیر کرنے لگے محرم کو موخر کردیتے تھے اس سال پہلے صفر ہوگا اس کے بعد محرم کبھی ذی الحجہ و ذیقعدہ وغیرہ کو ختم کرکے کوئی اور مہینہ بنادیتے تھے تاکہ لوٹ مار آسان وحلال ہوجائے اسی کو قرآن پاک نے:’’اِنَّما النسیٔ زیادۃٌ فی الکفر ‘‘ سے تعبیر کیا ہے۔

صاحب تفسیر جلالین انما النسیٔ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’ای التاخیرُ لحرمة شهرٍ الی آخر کما کانت الجاهلية تفعله من تاخیر حرمة المحرم اذا اهل وهم فی القتال الی صفر۔‘‘

یعنی ایک مہینہ کی حرمت کو دوسرے مہینہ کی طرف موخر کردینا جیسا کہ دور جاہلیت کے لوگ محرم کی حرمت کو چاند دیکھنے کے صفر تک موخر کردیتے تھے اس وقت جب کہ وہ جنگ کررہے ہوتے تھے’’اور ابھی ختم کرنے کے موڈ میں نہیں ہوتے تھے۔‘‘

اسی کو شرح المواہب کے مولف نے اپنی اس عبارت میں نقل کیا ہے:

’’ذلک اَنَّهم کانوا یستحلون القتال فی المحرم لطول مدة التحریم بتوالی ثلاثة اشهرٍ ثم یحرمون صفر مکانه ۔‘‘(حاشیہ جلالین)

اس لئے کہ عرب والے محرم میں قتال کو حلال کرلیتے تھے۔ تحریم کی مدت کی طوالت کے پیش نظر پے درپے تین مہینوں کے آنے سے پھر اس کی جگہ صفر کو حرام کرلیتے تھے۔

اس تقدیم وتاخیر کے سبب ازل سے جو قدرتی ترتیب قائم چلی آرہی تھی بگڑ گئی تھی جس سال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا تو آپ نے اپنے خطبہ میں پوچھا تھا کہ یہ کونسا دن اور کونسا مہینہ ہے؟ صحابہ خاموش رہے کہ شاید کوئی تبدیلی کا اعلان ہوگا لیکن جب

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: یہ یوم نحر نہیں، تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا بے شک، پھر آپ نے فرمایا: کیا یہ ماہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: بے شک، اس کے بعد رسول خدا نے اپنا تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ:

”إنَّ الزمان استدار کھیئۃ یوم خلق السموات والأرض ۔“

یقیناً زمانہ گھوم پھر کر اسی فطری ترتیب پر آ گیا ہے جیسا کہ اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق کے دن ہیئت وترتیب رکھی تھی۔

لہٰذا اسلام کے بعد قیامت تک یہی ترتیب رہے گی اور اسی ترتیب سے محرم الحرام اسلامی کلینڈر کا پہلا مہینہ ہے اسی نئے سال کا ہم والہانہ استقبال کر رہے ہیں یہ سال تو اللہ کرے کہ امت محمدیہ کی سربلندی اور دینی بیداری کا سال ہو۔

اسلامی کلینڈر کا آغاز ہجری سے کیوں:

عیسوی شمسی سال کے برعکس اسلامی قمری سال کا آغاز ولادت النبی کے بجائے ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنے میں زبردست حکمت ومصلحت ہے جب امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے اسلامی تقویم کا معاملہ آیا اور اسلامی سال شروع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے ہجرت کو معیار بنایا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مکی زندگی، تعذیب وتکلیف ابتلاء وآزمائش، نفرت وعداوت، تعصب ومنافرت سے دوچار ہونے مصائب وآلام، شدائد ومحن کا سامنے کرنے میں گزری ہے قدم قدم پر مخالفت ومعاندت ہوتی تھی، ظلم وستم اور جبر واستبداد کے پہاڑ توڑے جاتے تھے فتنہ انگیزیاں اور بہتان تراشیاں ہوتی تھیں، اسلام کے چراغ کو گل کرنے کی سازشیں، آفتاب رسالت کو معدوم کرنے کے منصوبے بنائے جاتے تھے تیرہ سال تک جس قسم کے ہولناک مظالم کا سامنا فدا کارانِ محمد اور مظلومانِ اسلام نے کیا اس کو پڑھ کر، سن کر دل لرزنے لگتا ہے زندگی کیا تھی بس درندوں، وحشیوں کے درمیان انسانیت، شرافت، عزت پس رہی تھی جب قوت برداشت نہ رہی، پیمانہ صبر چھلکنے پر آمادہ تھا اور پائے استقامت میں تزلزل کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اللہ رب العزت نے مکہ چھوڑ کر دوسرے شہر مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا، اہلِ ایمان نے اللہ ورسول کے سرمایہ کو بچانے کے لئے دولت وثروت اور جاگیر وجائداد مادی سرمایہ جوش وشوق سے چھوڑنا گوارہ کر کے اپنی ایمانی صلابت اور اللہ ورسول سے سچی محبت کا ثبوت دیا ہجرت کے بعد مدنی زندگی شروع ہوتی ہے جو انصار مدینہ کی مہاجرین واسلام کی قدم قدم پر نصرت واعانت اور حق کے لئے ایثار وقربانی سے عبارت ہے دنیا نے مکہ میں اپنوں کی ستم ظرفیاں اور دشمنیاں دیکھی تھیں تو مدینہ میں غیروں کی محبتیں والفتیں بھی دیکھ رہے تھے۔ مکہ میں تکذیب وتضحیک تھی تو مدینہ میں تصدیق وتقریب بھی، مکہ میں نفرت وعداوت تھی تو مدینہ میں محبت واخوت تھی، مکہ میں بندش ورکاوٹ تھی تو مدینہ میں آزادی عمل اور حریت تبلیغ تھی۔ مکہ میں بائیکاٹ وقطع رحمی تھی تو مدینہ میں جوڑنا اور صلہ رحمی تھی۔ مکہ میں شعلہ باری تھی تو مدینہ میں گل پاشی تھی۔ مکہ سے اخراج تھا تو مدینہ میں والہانہ استقبال ہو رہا تھا۔ گویا ہجرت النبی اسلام کی نشر واشاعت اور دین کی دعوت وتبلیغ کا مرکز اولین تھا، مسلمانوں کے اتحاد وملت اور اتفاق امت کا محور تھا یہیں سے اسلام کی دعوت کا پرچم بلند ہونا شروع ہوا اور مسلمانوں میں شوکت کے دور کا آغاز ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ سچے پکے مخلص اصحاب ملے جنھوں نے اپنی جانیں قربان کر کے بانی اسلام کی حفاظت فرمائی آپ کے ادنیٰ سے اشارے پر فخر وناز سے اپنی گردنیں کٹوائیں، آپ کی محبت میں اولاد واقارب کی محبت کو قربان کر دیا پھر بھی کہا: ”حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا“ اسی لئے تو آقا مدنی فداہ أبي وامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار مدینہ کی ناز برداری فرمائی ہے ان کے حق میں خیر وبرکت کی دعائیں دیں اور خلفاء راشدین سے فرمایا ہے کہ انصار سے اگر کہیں لغزش بھی ہو جائے تو مواخذہ مت کرنا اس لئے کہ انھوں نے میری اور اسلام کی اس وقت مدد کی تھی جب کہ اپنوں نے نکال دیا تھا۔ آپ نے یہ تاریخی جملہ انصار کے لئے ارشاد فرمایا:

”لولا الھجرۃ لکنتُ امرأ من الانصار۔ الانصارُ شعارٌ والناسُ دثارٌ“ کہ اگر ہجرت مقدر نہ ہوتی تو میں انصار مدینہ کا ہی ایک فرد ہوتا۔ انصار شعار یعنی اصل ہیں اور تمام لوگ دثار یعنی وقتی ساتھ والے ہیں۔ یہی وہ حکمتیں ومصلحتیں ہیں جن کے باعث ہجرت کو معیار بنایا گیا کہ اس سے اسلامی عظمت کا آغاز ہوتا ہے اسلامی اتحاد کی ابتدا ہوتی ہے اور اسلامی اخوت ومساوات کی شروعات ہوتی ہے۔

☆☆ .... ☆☆

محترم مجیب الرحمٰن شامی صاحب کی خدمت میں!

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

مجیب الرحمٰن شامی صاحب ہمارے محترم اور بزرگ دوست اور ملک کے ممتاز دانشور ہیں جنہوں نے دینی وقومی تحریکات میں ہمیشہ اجتماعی ضمیر کی نمائندگی کی ہے اور اپنے دائرہ کار میں صفِ اول کے راہنما کا کردار ادا کیا ہے۔ گزشتہ روز انہوں نے ایک نشری گفتگو میں قادیانیوں کے شہری حقوق اور ان کے بقول قادیانیوں کے ساتھ ہونے والی مبینہ زیادتیوں کا تذکرہ کیا ہے اور ملک کی دینی قیادت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مل بیٹھ کر اس مسئلہ کا کوئی حل نکالیں۔

جہاں تک مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا مفتی منیب الرحمٰن سمیت ملک کی دینی قیادت سے ان کا یہ تقاضہ ہے کہ وہ قادیانیوں کے شہری حقوق کے بارے میں دن بدن بڑھتی چلی جانے والی کنفیوژن کا باہمی مشاورت کے ساتھ کوئی متوازن حل نکالیں، ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ بلکہ ہماری درخواست یہ ہوگی کہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکاتِ ختمِ نبوت کی طرح تمام مکاتبِ فکر کی قیادتیں ایک بار پھر ”کل جماعتی مجلسِ عمل تحفظِ ختمِ نبوت“ کا فورم بحال کر کے اس نئی صورتحال پر اجتماعی راہنمائی اور قیادت فراہم کریں۔ جس میں حسبِ سابق قانون دان حلقوں، تاجر برادری، سیاسی راہنماؤں اور دیگر اہلِ دانش کی بھرپور نمائندگی موجود ہوتا کہ ان کا موقف اور فیصلہ پہلے کی طرح اب بھی قومی حیثیت کا حامل سمجھا جائے۔

مگر شامی صاحب محترم نے خود قادیانیوں کے ساتھ ہونے والی مبینہ زیادتیوں کا تذکرہ تو فرمایا ہے جبکہ اس میں تلخ لہجہ کی آمیزش کے ساتھ قادیانیوں کی طرف سے مسلسل سامنے آنے والی زیادتیوں کو یکسر نظرانداز کر دیا ہے، اس پر ان سے ہمارا شکوہ بنتا ہے۔ شامی صاحب محترم سے زیادہ کون جانتا ہے کہ ہم نے دوسری غیر مسلم اقلیتوں کی طرح قادیانیوں کے مسلمہ شہری حقوق کی ہمیشہ حمایت کی ہے، بلکہ قادیانیوں کو ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیت کے طور پر قبول کرنے کا اصولی فیصلہ بھی مسلّمہ شہری حقوق کے دائرہ میں کیا گیا تھا۔ ورنہ ماضی میں اسلامی ریاست میں ختمِ نبوت کے منکرین کو غیر مسلم اقلیت کے دائرہ میں بطور شہری تسلیم کرنے کی کوئی روایت کم از کم ہمارے مطالعہ اور علم کے مطابق موجود نہیں ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد ملک کے تمام دینی مکاتب فکر کی قیادتوں کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا متفقہ مطالبہ ایک نئی روایت تھی جو مسلمہ دینی قیادتوں نے اجتہادی فیصلہ کے طور پر قائم کی تھی، اور اب تک وہ اس پر متفق اور قائم چلے آرہے ہیں۔ اسکے پیچھے مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کا برطانوی حکومت سے یہ مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کا شمار مسلمانوں سے الگ امت کے طور پر کیا جائے اور انہیں کسی بھی حوالہ سے مسلمانوں کا حصہ نہ سمجھا جائے۔ علامہ محمد اقبالؒ کا یہ مطالبہ آج کے عالمی ماحول اور اس میں اقوام وطبقات کے مسلّمہ شہری حقوق کے دائرہ

دوروزہ ختم نبوت کورس، میرپورخاص

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت میرپورخاص میں ۲۴، ۲۵؍مئی، عصر تا عشاء مغرب کی نماز کے وقفہ سے ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ کورس کی نگرانی میرپورخاص ڈویژن کے مبلغ مولانا مختار احمد سلمہ نے کی۔ ۲۴؍مئی عصر سے مغرب تک عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور مغرب سے عشاء تک کذباتِ مرزا کے عنوان پر استاذ العلماء حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیئے۔ ۲۵؍مئی عصر سے مغرب تک اوصافِ نبوت اور مغرب سے عشاء تک حیات ورفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے لیکچر دیئے۔

میں ہی تھا جسے دینی قیادت نے قبول کر کے قادیانیوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دیگر غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ شمار کرنے کا مطالبہ کیا، اور اس مطالبہ کو ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ نے متفقہ فیصلہ کی رو سے تسلیم کر کے دستور وقانون کا حصہ بنا لیا۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ملک میں بسنے والی دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی طرح قادیانیوں کو بھی وہ تمام شہری حقوق حاصل ہوں گے جو آج کے عالمی عرف وقانون میں کسی بھی ملک کی کسی بھی اقلیت کے لیے تسلیم شدہ ہیں۔

مگر شامی صاحب یہ بھی جانتے ہیں کہ قادیانیوں نے دستور وقانون کے اس فیصلہ بلکہ اس کے ساتھ ملک کی اعلیٰ عدالتوں کے تمام متعلقہ فیصلوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے۔ اور ان کے اس انکار اور ہٹ دھرمی کے باعث ۱۹۸۴ء کا وہ امتناعِ قادیانیت کا قانون لانا پڑا جس میں ان پر متعینہ پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ یہ پابندیاں دستور وقانون کے فیصلوں کو تسلیم نہ کرنے کی قادیانی ہٹ دھرمی کا نتیجہ تھیں جو اس ہٹ دھرمی کے بدستور قائم رہنے کی وجہ سے مسلسل چلی آرہی ہیں۔ ورنہ اگر قادیانی دستوری فیصلہ کو تسلیم کر لیتے تو ان کے لیے پابندیوں کی کسی الگ فہرست کی ضرورت نہیں تھی، بلکہ جو قوانین اور حدود دیگر اقلیتوں کے لیے موجود ہیں وہی ان کے لیے بھی کافی تھے۔

محترم شامی صاحب یہ بھی جانتے ہیں کہ قادیانیوں نے پارلیمنٹ اور اعلیٰ عدالتوں کے ان فیصلوں اور قوم کے تمام طبقات اور مکاتبِ فکر کے متفقہ موقف کو نہ صرف مسترد کر رکھا ہے بلکہ اس کے خلاف وہ عالمی سطح پر منفی پراپیگنڈا اور ہر سطح پر لابنگ میں بھی مسلسل سرگرمِ عمل ہیں، جو بجائے خود ملک وقوم کے خلاف سنگین جرم کی حیثیت رکھتا ہے۔ شامی صاحب سے گزارش ہے کہ ان کا موقف یقیناً قابل توجہ ہے اور اس پر دینی مکاتب فکر کی قیادتوں کے متفقہ غور وخوض کی ضرورت ہم بھی محسوس کر رہے ہیں مگر اس کے لیے کسی ''ہجوم'' یا ''بے لگام مذہبی قیادت'' کے خلاف غصہ نکالتے چلے جانے کی بجائے اس کے حقیقی اسباب کو بھی سامنے رکھنے کی ضرورت ہے، اور کوئی بھی یکطرفہ بات ملک کی رائے عامہ کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔

ہم بارہا اعلانیہ کہہ چکے ہیں بلکہ میں نے خود چند سال قبل چناب نگر میں منعقدہ احرار کانفرنس میں کھلے بندوں یہ عرض کیا تھا کہ قادیانی ملک کے دستور وقانون کو تسلیم کرنے کا اعلان کریں اور اس کے مطابق اپنی شہری حیثیت تسلیم کریں تو ہم ان کے ان تمام شہری حقوق کی حمایت کریں گے جو آج کے دور میں مسلمہ ہیں، اس کے بغیر ان کا کوئی واویلا پاکستانی قوم کا موقف تسلیم کرانے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۲۶ رجون ۲۰۲۴ء)

مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ شجاع آباد میں تعزیتی جلسہ

پیر طریقت، رہبر شریعت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ نوراللہ مرقدہ، خطیب لاثانی حضرت مولانا عبدالغفور حقانیؒ کی یاد میں ۱۷ رمئی بروز جمعۃ المبارک کو تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مہتمم مدرسہ قاری علی حیدر نے کی، جبکہ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ جلسہ سے مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے نواسے مولانا عثمان علی پوری، مولانا عبدالغفور حقانیؒ کے جانشین مولانا سفیان حقانی، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی سمیت کئی ایک علماء کرام نے شرکت و بیان کیا۔ نعتیہ کلام جناب طاہر بلال چشتی نے پیش کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ مرحومین کے مشن حقانی کو زندہ وتابندہ رکھا جائے گا، نیز انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہؒ ملک کے نامور محدث ومفسر اور عارف باللہ تھے۔ انہوں نے آفتاب ولایت حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آباد، امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ، جامعہ خیر المدارس ملتان کے صدر مفتی حضرت شیخ محمد زکریاؒ مہاجر مدنی کے خلیفہ مولانا مفتی عبدالستار، سلسلۂ نقشبندیہ کے نامور شیخ حضرت مولانا فضل علی قریشی مسکین پوریؒ کے خلیفہ مولانا علی المرتضیٰ گدائی شریف ڈیرہ غازی خان اور سید نفیس شاہ الحسینیؒ سے چاروں سلاسل میں اجازت لی اور ساری زندگی کسی نہ کسی شیخ کے زیر تربیت رہے۔ نیز انہوں نے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا عبدالحیؒ نقشبندیؒ مانسہرہ سے سلسلۂ نقشبندیہ کے اسباق لئے اور ساری زندگی اللہ اللہ کرتے کراتے گزری، جامعہ وخانقاہ عبیدیہ آپ کی حسین یادگار ہیں اور باقیات الصالحات ہیں۔ علماء کرام نے حضرت شاہ صاحبؒ کے جانشین مخدوم زادہ سید محمد زکریا شاہ کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ نیز مولانا عبدالغفور حقانی کی توحید وسنت کی تبلیغ کے لئے عظیم خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ جلسہ کا اہتمام مولانا محمد صدیق، قاری محمد ہاشم، سلمان فارسی اور احسان احمد نے کیا۔ (احسان احمد)

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

آخری قسط

از افادات:..... حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

لمحۂ فکریہ: اس آیت کی تفسیر کو ہم بار بار پڑھیں اور اپنا محاسبہ کریں کہ کہیں ہم نے قرآن کو چھوڑا تو نہیں؟ آیئے! ہمت کیجیے، قرآن پر ایمان لانے کے بعد کسی مستند قاری صاحب سے قرآن کے الفاظ اور تجوید سیکھیں، کم از کم کچھ سورتیں یاد کرلیں، کسی مستند عالم صاحب سے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ لیں یا آسان ترجمۂ قرآن (حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم)، معارف القرآن (حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ) تفسیر عثمانی (علامہ شبیر احمد عثمانیؒ) پڑھیں، جو بات سمجھ نہ آئے علماء سے پوچھ لیں۔ مستند علماء کے درسِ قرآن میں شرکت کریں، اپنی زندگی کے لمحات کو قیمتی بنائیں، اگر قرآن کو ہم نے اپنے سینے سے لگایا، اپنی اولاد کو سکھایا تو موبائل، نیٹ، کارٹون اور ویڈیو گیم کی لعنت سے ہم اور ہماری اولاد انشاء اللہ بچ جائیں گے۔

دیندار والدین کو تسلی:

ارشاد فرمایا کہ جن گھروں میں ٹی وی، کمپیوٹر، کارٹون، ویڈیو گیم اور دیگر خرافات نہیں ہیں، وہ لوگ اپنے بچوں کی اکثر شکایت کرتے ہیں کہ بچوں نے بہت ہی تنگ کیا ہوا ہے، ہر وقت شرارتیں، آپس میں لڑائی جھگڑا کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ محبت سے برداشت کریں، صبر کریں، دل تنگ نہ کریں، بچوں کو ماریں نہیں بلکہ محبت سے سمجھائیں اس لئے کہ جن گھروں میں یہ خرافات نہیں ہوتیں تو شیطان بچوں کو تنگ کرتا ہے تاکہ والدین مجبور ہو کر یہ خرافات لے آئیں، جب یہ چیزیں ہوں گی تو وہ تنگ کیوں کریں گے لیکن ان کا مستقبل بلکہ آخرت بھی برباد ہوگی اور آپ کے مزید نافرمان ہوں گے۔ بعض بچے والدین کو بلیک میل کرتے ہیں کہ میرے سب دوستوں کے پاس موبائل ہے، ہمیں بھی بڑا موبائل لا کر دیں، نیٹ لگا کر دیں ورنہ ہم گھر سے بھاگ جائیں گے، خودکشی کرلیں گے وغیرہ، ایسے بچوں کو اپنے والدین ظالم نظر آتے ہیں، لیکن والدین کو چاہیے کہ ہرگز ان کی ناجائز ڈیمانڈ پوری نہ کریں ورنہ پھر اسی طرح ہمیشہ بلیک میل کرتے رہیں گے، بزرگانِ دین سے مشورہ کریں۔

امت کے مصلحین کی خدمت میں گزارش

رحمت کا ابر بن کے جہاں بھر میں چھایئے
عالم یہ جل رہا ہے برس کر بجھایئے

ارشاد فرمایا کہ امت کے مصلحین، خطباء اور واعظین کی خدمت میں دلی گزارش ہے کہ موبائل، ٹی وی، نیٹ، کیبل، بدنظری کے متعلق منبر سے ضرور بیان کریں، لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہ کریں، امت کو اس مضمون کی بہت ضرورت ہے۔ اس بارے میں میرے پیارے مرشد صدیقِ وقت حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحبؒ کا ملفوظ یاد رکھیں، فرماتے ہیں کہ ۴۶ برس پہلے جب شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کی خدمت میں احقر حاضر ہوا تو حضرت کو یہی مضمون بلاناغہ بیان کرتے ہوئے پایا۔ حضرت اس زمانے ہی میں فرماتے تھے کہ ”میں عریانی اور فحاشی کا سیلاب آتے ہوئے دیکھ رہا ہوں تو کیا میں اس کی روک تھام نہ کروں؟ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تو ایک ہی مضمون بیان کرتے ہیں، دوسرے امراض کو بیان نہیں کرتے، میں کہتا ہوں کہ جہاں کالرا (ہیضہ) پھیلا ہو تو وہاں حکیم کالرا کا علاج کرے گا یا نزلہ زکام کا؟ بعض لوگ مجھ سے بدگمانی کرتے ہیں کہ کوئی بات ہے جو یہ اسی مرض کو بیان کرتے ہیں لیکن مجھے مخلوق کی کوئی پرواہ نہیں، میں اللہ کے لئے اپنی عزت کو داؤ پر لگا کر ان امراض کو بیان کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔“ لوگوں نے حضرت کی استقامت کو دیکھ لیا کہ حق گوئی میں کسی سے متاثر نہیں ہوئے اور سارے عالم میں خصوصاً یورپی ممالک میں جہاں جہاں حضرت والا کا سفر ہوا، نوجوانوں نے تسلیم کیا کہ حضرت والا نے یہاں کے گندے ماحول میں ہماری جوانیاں محفوظ فرما دیں، ورنہ ہم یہاں کی گندگی کے گٹر میں اپنی زندگیاں ضائع کر دیتے۔ دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے

نوجوانوں کو نصیحت:

(۱) تمام گناہوں سے مشرق مغرب کی دوری رکھیں کیونکہ گناہوں سے حافظہ بہت متاثر ہوتا ہے۔خصوصاً موبائل کے زیادہ استعمال اور اس میں فیس بک، یوٹیوب، انٹرنیٹ، اسی طرح ٹی وی، کیبل وغیرہ تمام خرافات سے مکمل طور پر بچیں ورنہ دل و دماغ اسی میں مشغول رہے گا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد امام وکیعؒ سے حافظے کی شکایت کی تو استاد نے گناہوں کو چھوڑنے کی وصیت کی اس لئے کہ علمِ دین اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور کسی گنہگار کو حاصل نہیں ہوسکتا۔یہی وجہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے سبق میں دل نہیں لگتا اور نہ سبق یاد ہوتا ہے۔

(۲) ویڈیو گیم اور کارٹون سے بھی مکمل طور پر بچیں، خواہ سادہ گیم ہی کیوں نہ ہوں خصوصاً چھوٹے بچوں کو اس سے بہت بچانا چاہیے۔

(۳) اخبار بینی، ناول اور خبروں وغیرہ سے بھی بچیں، ناول بینی میں اکثر دیندار بچیاں بھی مبتلا ہیں۔

(۴) موبائل پر فون، میسج ،اِدھر اُدھر کے تعلقات سے بھی بچیں، اس لئے کہ اس سے ذہنی یکسوئی ختم ہوجاتی ہے۔

(۵) عشقِ مجازی اور بدنظری سے بہت دور رہیں اور دل کی بھی بہت حفاظت کریں خصوصاً اہلِ علم کے لئے اَمرد حسین لڑکوں سے اور بنات کو بھی اپنے ہم جنس سے بہت احتیاط کرنی چاہیے۔

آیئے! توبہ کریں، اپنے رب کو راضی کریں!: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

(سورۃ الروم: آیۃ ۴۱)

ترجمہ: لوگوں نے اپنے ہاتھوں جو کمائی کی، اس کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیلا تاکہ انہوں نے جو کام کئے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں سے کچھ کا مزہ انہیں چکھائے، شاید وہ باز آجائیں۔(آسان ترجمہ قرآن)

تشریح: آیت کریمہ یہ سبق دے رہی ہے کہ عام مصیبتوں کے وقت چاہے وہ ظاہری اسباب کے ماتحت وجود میں آئی ہوں، اپنے گناہوں پر استغفار اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

آج کل انفرادی اور اجتماعی گناہوں کی وجہ سے جو سخت حالات امتِ مسلمہ پر آئے ہوئے ہیں، اس میں خوب توبہ اور رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے۔شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو اسمارٹ فون کے نقصانات نہ جانتا ہو، بچنا بھی چاہتے ہیں، گھر کے ماحول کو بدلنا اور اولاد کو نیک بھی بنانا چاہتے ہیں، مگر میڈیا اور دین کے دشمنوں کے فریب میں آکر دین، مدارس، علماء، اللہ والوں سے دور ہوجاتے ہیں، حالانکہ ان کے قریب ہوں، ان سے مشورہ کریں، اللہ کی محبت حاصل کریں، ان شاءاللہ تعالیٰ! اس دلدل سے نکل جائیں گے۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ گناہوں میں ملوث ہونے کی وجہ اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی ہے، جب محبت بڑھ جائے گی تو گناہ میں موت نظر آئے گی اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے:

(۱) حق تعالیٰ کی نعمتوں کو اور اس کے احسانات کو یاد کرنا۔

(۲) اہلِ محبت کی صحبت اختیار کرنا یعنی اللہ والوں کے پاس آنا جانا اور تعلق رکھنا۔

(۳) کچھ اللہ کا ذکر کرنا۔

☆☆ .... ☆☆

سہ روزہ فہم دین کورس، رحیم یار خان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سنجر پور ضلع رحیم یار خان کے تحت قاری مجیب الرحمٰن سلمہ کی زیر نگرانی جامع مسجد اقصیٰ المعروف گول مسجد سنجر پور شہر میں دینی مدارس، اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز کے ٹیچرز، طلباء و طالبات اور عوام الناس تاجر زمیندار ڈاکٹرز کے لئے ۹ تا ۱۱ر جون بروز اتوار پیر منگل کو صبح ۸ تا ۱۰ بجے تحفظ ختم نبوت و فہم دین کورس منعقد کیا گیا۔جس میں عقیدہ ختم نبوت اور اس کی اہمیت اور امت مسلمہ کی ذمہ داری، حیات رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام، ظہورِ مہدی، مرزا قادیانی اور قادیانیت کے کفریہ عقائد، قادیانیوں اور عام کافروں میں فرق، دورِ حاضر کے موجودہ فتنے (مرزا انجینئر، جاوید غامدی، پرویز حامد، فرحت نسیم ہاشمی، کیپٹن مسعود عثمانی) ان کے کفریہ اور گمراہ کن عقائد، اس کے علاوہ نکاح طلاق خلع جیسے اہم موضوعات پر تین دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی سلمہ، مولانا محمد سلطان مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رحیم یار خان نے لیکچر دیا۔جس میں سینکڑوں کی تعداد میں حضرات و خواتین نے شرکت کی۔خانقاہ ہالیجی شریف کے چشم و چراغ پیر طریقت حضرت سائیں مولانا عبدالقیوم دامت برکاتھم العالیہ نے اختتامی کلمات ارشاد فرمائے اور پروگرام کے آخر میں کورس کے تمام شرکاء میں جماعت کی طرف سے لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

چارروزہ سالانہ ختم نبوت کورس، کوئٹہ

رپورٹ:.... مولانا عنایت اللہ

پچھلے سالوں کی طرح امسال بھی ختم نبوت کورس کوئٹہ ڈویژن کے مختلف اسکولز و کالجز میں منعقد ہوا۔ یکم تا ۴؍جون تک چار دن میں الحمدللہ! دینی مدارس، اسکولز اور کالجز میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے راہنما مفتی محمد عادل غنی اور کوئٹہ ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد عنایت اللہ نے شرکائے کورس کو عقیدہ ختم نبوت پر لیکچر دیئے، جس کی مختصر روئیداد درج ذیل ہے: یکم جون بروز ہفتہ صبح گورنمنٹ ہائی اسکول پشین، گورنمنٹ ڈگری کالج پشین بعد نماز ظہر حضرت مولانا فضل مولیٰ مدظلہ کی سرپرستی میں جامعہ سراج العلوم کچلاک میں کورس منعقد ہوا۔ دوسرے روز اتوار کو بعد ظہر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء اللہ کی سرپرستی میں جامعہ مفتاح العلوم پشین میں، بعد نماز مغرب جامعہ ریاض العلوم بوستان میں مولانا حافظ احمد علی کی زیر نگرانی پروگرام ترتیب دیا گیا۔ تیسرے دن سوموار کو صبح گورنمنٹ ہائی اسکول نوحصار کوئٹہ میں دس بجے جامعہ العلوم اسلامیہ کچلاک، بعد نماز ظہر جامعہ اسلامیہ ترتیل القرآن قلعہ عبداللہ، مولانا حافظ سعید الرحمٰن مسلم کی سرپرستی میں کورس منعقد ہوا۔ چوتھے روز منگل کو حافظ عبدالرشید کی نگرانی میں صبح گورنمنٹ ہائی اسکول چمن، دس بجے میرٹ اسکول چمن، بارہ بجے جامعہ تفسیریہ شمس العلوم چمن، بعد نماز ظہر جامعہ اسلامیہ علامہ عبدالغنی ٹاؤن چمن میں استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف مدظلہ کی سرپرستی میں عقیدہ ختم نبوت پر لیکچر دیئے گئے۔ ان پروگراموں میں مفتی محمد عادل غنی نے عقیدہ ختم نبوت، نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور امام مہدی علیہ الرضوان پر تفصیل سے اور عام فہم انداز میں مدلل گفتگو کی۔ انہوں نے موجودہ دور کے فتنوں پر بھی روشنی ڈالی اور طلبا کو ان کی سنگینی سے آگاہ کیا اور راقم الحروف (محمد عنایت اللہ) مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ نے اپنے بیانات میں مرزائیوں کے عقیدہ اجرائے نبوت کا دلائل کی روشنی میں رد کیا، الحمدللہ! سارے شرکاء نے کورس میں بہت دلچسپی لی اور خوب استفادہ کیا۔ ان تمام پروگراموں میں جماعتی رفقاء نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، بالخصوص حاجی خلیل الرحمٰن، سید عنایت اللہ چمن، مولانا نعمت اللہ مسؤل حلقہ نوحصار کوئٹہ، مولانا سمیع اللہ مسؤل حلقہ کچلاک، مولانا معصوم، مولانا اسعد اللہ، مولانا بدر الدجیٰ ناظم تعلیمات جامعہ مفتاح العلوم، مولانا محی الدین، مولانا عبدالمالک، مولانا زین الدین مسؤل قلعہ عبداللہ، حافظ عبدالرشید امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چمن، حاجی رمضان، حاجی اسلام آغا، محمد نعیم بھائی، حافظ عطاء اللہ، مولانا عصمت اللہ و دیگر ساتھی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام ساتھیوں کی محنتوں اور کوششوں کو اپنی عظیم بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائیں، آمین۔☆☆

برادر مکرم حاجی نور احمدؒ، ملتان

والد محترم الحاج میاں عبدالخالقؒ دو بھائی اور ان کی دو بہنیں تھیں، گویا ہماری دو پھوپھیاں تھیں۔ ایک پھوپھی حاجی محمد بخشؒ قصبہ مڑل ملتان کے نکاح میں آئیں، جن سے ایک بیٹا قاری محمد رمضان مکیؒ متوفی مکہ مکرمہ مدفون جنت المعلیٰ مکہ، ایک بیٹی زندہ و جاوید میلسی میں اپنے بیٹوں کے ساتھ قیام پذیر ہیں۔ دوسری پھوپھی میاں کریم بخشؒ سے بیاہی گئیں۔ اللہ پاک نے انہیں بیٹوں اور بیٹیوں سے نوازا۔ ان کے بڑے بیٹے حاجی نور احمدؒ تھے، راقم کی بڑی ہمشیرہ ان کے نکاح میں آئیں، لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حاجی نور احمدؒ نے ہماری عزیزہ سے نکاح کیا بیوہ کے پہلے خاوند سے دو بیٹے محمد صدیق، محمد شفیق بقید حیات ہیں، لیکن حاجی نور احمد سے ان کی اولاد نہ ہوئی، گویا حاجی نور احمد لاولد رہے۔ حاجی نور احمد ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوئے، کئی ایک فیکٹریوں میں محنت مزدوری کرتے رہے، انہوں نے اپنے ایک بھائی ماسٹر بشیر احمدؒ سے بیٹا محمد زاہد گود میں لیا، جو الحمدللہ! صاحب اولاد ہے اور کراچی میں کسی فیکٹری میں ملازم ہے۔ پچھلے دنوں معلوم ہوا کہ پیٹ میں پانی آ گیا ہے جس سے پیٹ پھول گیا، علاج معالجہ جاری رہا، راقم ۱۵؍مئی کو شور کوٹ کے تبلیغی پروگرام میں پابرکاب ہوا تو مغرب کی نماز کے بعد ان کی عیادت کی رو بہ صحت تھے۔ ۱۶؍مئی شام کو گر گئے، نشتر ہسپتال میں داخل کرائے گئے، ۱۷؍مئی ۲۰۲۴ء کو جمعۃ المبارک کے دن ان کی وفات ہوئی۔ راقم کی اقتدا میں ساڑھے نو بجے رات ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی اور انہیں بوا پور ملتان کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک اور صالح انسان تھے، اللہ پاک مغفرت کاملہ فرمائیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

صوبہ سندھ کا تبلیغی دورہ

راقم الحروف نے ۱۹ تا ۳۱ر مئی تک سندھ کے شہری و دیہاتی علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا۔ دورہ کا آغاز پنوعاقل سے کیا۔ پنو عاقل جماعت کا قدیمی مرکز ہے، مجلس کے مقامی طور پر بانی مبانی مولانا نذیر حسین انڑھ تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۲۰ء میں ہوئی۔ تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی، جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ حصول معاش کے لئے آپ نے اسکول ٹیچری کو اختیار کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا گرفتار ہوئے۔ ملازمت سے فارغ کر دیئے گئے، چھ ماہ قید کاٹنے کے بعد رہا ہوئے، احباب کی کوشش سے ملازمت پر بحال ہوئے، ابتداً جمعیت علماء ہند، بعدازاں مجلس احرار اسلام میں سیاسی و سماجی خدمات سر انجام دیں۔ جب ۱۹۴۹ء میں مجلس کی تشکیل ہوئی تو مجلس میں شمولیت اختیار کی۔ مرکزی شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔ مجلس احرارِ اسلام کی بقا کے سلسلہ میں آپ کا ایک خط حضرت امیر شریعتؒ کے نام اور اس کا جواب راقم کی کتاب ’’سید عطاء اللہ شاہ: سوانح و افکار‘‘ میں چھپا ہوا موجود ہے، آپ کا انتقال ۱۶ر فروری ۱۹۸۷ء کو ہوا۔

آپ نے اپنے فرزند ارجمند مولانا جمال اللہ الحسینیؒ کو مجلس میں مبلغ مقرر کرایا۔ مولانا جمال اللہ الحسینیؒ خانقاہ ہالیجی شریف کے خانوادہ کے چشم و چراغ تھے۔ ۱۹۴۵ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ خیرالعلما حضرت مولانا خیرمحمد جالندھریؒ، محدث کبیر حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ سے وابستہ ہو گئے۔ اندرون سندھ قریہ قریہ، بستی بستی پھرے، بڑے بڑے فرعونوں سے مقابلہ کیا۔ مجلس میں مبلغ بننے کے بعد پندرہ دن سندھ میں اور پندرہ دن مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی رفاقت میں پورا ملک آپ کا میدان تبلیغ بنا۔ ۲۷ر جنوری ۲۰۰۰ء کو انتقال ہوا۔ ان ہر دو حضرات کی مساعیٔ جمیلہ کام آئیں اب اندرون سندھ سات مبلغین دعوت و تبلیغ و تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ چونکہ ہر دو حضرات پنو عاقل سے تھے۔ ان کی محنت بنیاد بنی جس کی برکت سے آج پنوعاقل میں جماعت کا ملکیتی دفتر موجود ہے، جس میں ہر ماہ درس ہوتا ہے۔

حضرت مولانا سائیں عبدالصمد ہالیجویؒ جب تک زندہ رہے، مجلس کے کام کی نگرانی و سرپرستی فرماتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا سائیں عبدالقیوم ہالیجوی مدظلہ ان کے جانشین اور سندھ جمعیت کے صوبائی امیر بنے الحمدللہ! یہ حضرات سرپرستی فرماتے ہیں۔ ۱۹ر مئی کو صبح نو بجے سفر شروع کیا، ظہر کی نماز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں ادا کی، جبکہ عصر کی نماز کے بعد مجلس کے مخلص ورکر حاجی حسن کے گھر میں دعا کے لئے حاضری ہوئی۔ مغرب کی نماز کے بعد منورہ مسجد میں بیان ہوا، مولانا محمد حسین ناصر ساتھ تھے۔

ماہانہ درس قرآن کریم:

عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد الفاروق جہاں مولانا عبدالرحیم پٹھان ماہانہ درس دیتے ہیں۔ ۱۹ر مئی عشاء کے بعد درس قرآن ہوا۔ صدارت مولانا سائیں غلام اللہ ہالیجوی مدظلہ نے کی، جبکہ مہمان خصوصی جمعیت علماء اسلام کے صوبائی امیر مولانا سائیں عبدالقیوم ہالیجوی مدظلہ تھے۔ آپ نے اصلاحی بیان فرمایا، بعدازاں مولانا محمد حسین ناصر کا مختصر بیان ہوا۔ آخری بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ آپ نے ختم نبوت کی برکات اور ختم نبوت کی جماعت کی مخالفت کے مضر اثرات دنیا و آخرت میں بیان کئے۔ آپ نے کہا کہ جو آدمی ختم نبوت کی جماعت کی مخالفت کرتا ہے، اس کی مخالفت دنیا و آخرت میں نقصان دہ ہے، کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوکیداروں کی جماعت ہے۔ مولانا سائیں عبدالقیوم ہالیجوی مدظلہ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے ہمیں صرف قرآن ہی نہیں دیا بلکہ قرآن کے ساتھ صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیئے اور آپ کی سیرت طیبہ کو بہترین نمونہ کہا ہے۔ آپ نے اصلاح اعمال واخلاق پر زور دیا۔ نیز درسِ قرآن کے فضائل بھی بیان فرمائے، درس کا سلسلہ رات

گئے تک جاری رہا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی حضرات مولانا توصیف الرحمٰن، جناب شاہ زمان سمیت کئی حضرات نے شرکت کی۔ تقریب کا اختتام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ (احسان احمد)

جامع مسجد مکی گول میں درسِ قرآن کریم:

۲۰؍مئی صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد مکی گول مسجد میں درس کی تقریب منعقد ہوئی، جس کے مہمان خصوصی ڈویژنل مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر تھے۔ درس میں اہل محلہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ درس کے اختتام پر راقم نے کہا کہ آج سے پچاس سال پہلے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ امسال اس فیصلہ کو پچاس سال مکمل ہونے پر ۷؍ستمبر ۲۰۲۴ء کو یادگارِ پاکستان لاہور کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں گولڈن جوبلی کے طور پر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی، سامعین سے اس پروگرام میں بھرپور شرکت کی اپیل کی۔

جامعۃ الخیر گھوٹکی روڈ:

جامعہ کے بانی مولانا محمد اسماعیل ہیں، درجہ خامسہ تک تعلیم ہوتی ہے اور ذریعۂ تعلیم اردو زبان ہے۔ دو تین اساتذۂ کرام جامعہ خیر المدارس ملتان کے فضلاء ہیں، بانی ادارہ کی دعوت پر مولانا محمد حسین ناصر، مولانا توصیف الرحمٰن جالندھری، جناب محمد شاہ زمان کی معیت میں حاضری ہوئی اور طلبا کو ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا اور انہیں آنے والے فتنوں کے بھرپور تعاقب کی دعوت دی۔

پنوعاقل سے عصر کے وقت شکارپور کے لئے مولانا محمد حسین ناصر کی معیت میں روانگی ہوئی۔ شکارپور لاڑکانہ ڈویژن کا ضلع ہے۔ لاڑکانہ ڈویژن کے مبلغ مولانا ظفر اللہ سندھی ہیں۔ بہت ہی متحرک نوجوان ہیں، اسکولز، کالجز اور عصری تعلیمی اداروں میں محکمہ تعلیم لاڑکانہ ڈویژن کے سربراہ کی اجازت سے بیانات کرتے ہیں۔ تاجر تنظیموں کے زعماء سے مل کر قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم کامیابی سے چلائے ہوئے ہیں۔ موصوف نے کئی ایک اداروں کے زعماء، جمعیت علماء پاکستان کے راہنما مولانا شفیق احمد قادری سے ملاقاتیں کرائیں۔

ختم نبوت کانفرنس شکارپور:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد امروٹی میں ۲۱؍مئی کو ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، پہلی نشست کی صدارت مولانا عبدالمجید پھوڑ نے کی۔ تلاوت قاری عبدالحمید پھوڑ نعت حافظ اشفاق احمد سنجرانی نے پیش کرکے سماں باندھ دیا۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں۔ پہلی نشست سے مولانا عبدالباسط پھوڑ، مولانا محمد یعقوب پھوڑ، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ سکھر ڈویژن کے خطابات ہوئے۔ نقابت جناب امام الدین نے کی۔ دوسری نشست کی صدارت قاری احسان اللہ پھوڑ نے کی۔ مہمانان خصوصی مولانا عبدالمجید جھکڑو، مولوی نعیم اللہ پھوڑ تھے۔ دوسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ میرے لئے یہ اعزاز سے کم نہیں کہ ایسی شخصیت کے نام سے معنون مسجد میں خطاب کررہا ہوں، جو کہ تحریکِ آزادی کے نامور راہنما، فکر ولی اللّٰہی کے اپنے زمانہ میں عظیم حدی خوان، سندھی زبان میں قرآن پاک کے مترجم حضرت مولانا شاہ تاج محمود امروٹیؒ کے نام سے موسوم ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امروٹیؒ ہمارے سلسلہ قادریہ راشدیہ کے نامور شیخ، میرے شیخ الشیخ حضرت لاہوریؒ کے مرشد اور میرے مرشد اول حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے بھی مرشد تھے۔ حضرت بہلویؒ نے فرمایا کہ جب حضرت امروٹیؒ نے مسجد کے تحفظ کی تحریک پر بیعت علی الموت لی، تو دوسرے نمبر پر بیعت کرنے والے حضرت بہلویؒ تھے۔ علماء کرام نے کہا کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۳ دن قادیانی اور لاہوری گروپ کو ڈیفنس کا موقع دینے کے بعد انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مجلس نے اس فیصلہ کی یاد میں یادگار پاکستان کے وسیع وعریض میدان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اعلان کیا۔ مقامی احباب نے ۷؍ستمبر کو گولڈن جوبلی منعقد کرنے کا خیرمقدم کرتے ہوئے بھرپور شرکت کا وعدہ کیا۔ یہ پروگرام لاڑکانہ ڈویژن کے مبلغ مولانا حافظ ظفر اللہ سندھی کی نگرانی میں منعقد ہوا۔ (احسان احمد)

مولانا ظفر اللہ سندھی کی دعوت پر مولانا محمد حسین ناصر اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ادارہ معارف القرآن حکیم مسجد لکھی غلام شاہ میں مولانا مفتی لطف اللہ میمن مدظلہ کے ہاں مختصر بیان کیا، مہمانان خصوصی مولانا محمد حسین ناصر اور مولانا ظفر اللہ سندھی تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد مدرسہ عربیہ غوثیہ درگاہ شاہ عبداللطیف جیلانی جمعیت علماء پاکستان کے راہنما مولانا مفتی شفیق احمد قادری سے ملاقات کی اور شکارپور میں مجلس کی خدمات کے سلسلہ میں تجاویز پر غور ہوا۔ جامعۃ

الحسنین میں مولانا فرحان سومرو کی دعوت پر مدرسہ کے طلبا اور اساتذۂ کرام سے مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا، بعدازاں ختم نبوت کانفرنس امروٹی مسجد میں شرکت کی اور خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس گمبٹ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدینہ مسجد میں ۲۱؍مئی عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ نے کی۔ کانفرنس کا آغاز حافظ ابوبکر کی تلاوت سے ہوا۔ قاری صبغۃ اللہ، احسان احمد، حافظ محمد کاشف، حافظ ثناء اللہ نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیر پور میرس کے مبلغ مولانا فاروق احمد سمیجو، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور لاڑکانہ کے مولانا عبدالجبار حیدری نے خطاب کیا۔ مقررین نے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کا پس منظر، اخلاق و کردار، تحریک پاکستان میں قادیانیوں کے منفی کردار، قائداعظم کی نماز جنازہ میں ظفراللہ خان قادیانی کی عدم شرکت اور قادیانیوں کے ملک وملت کے خلاف کردار پر روشنی ڈالی۔ مقررین نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کا تاریخی فیصلہ قادیانیوں کو ہضم نہیں ہوا۔ وہ اپنے مغربی آقاؤں کے ذریعہ اس فیصلہ کو سبوتاژ کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اسلامیانِ پاکستان ان کا یہ گھناؤنا کردار کبھی بھی برداشت نہیں کریں گے۔ مقررین نے چیف جسٹس آف پاکستان سے مطالبہ کیا کہ نظرثانی کی درخواست کی سماعت کرکے اسلامیانِ پاکستان میں پائی جانے والی بے چینی کو دور کریں۔ جلسہ رات گئے تک جاری رہا۔ مہمانوں کا قیام وطعام ڈاکٹر محمد حسن کی ہاں ہوا۔ گمبٹ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اپنا دفتر ہے اور گمبٹ مجلس کا یونٹ عرصہ دراز سے موثر کردار ادا کررہا ہے۔ (فاروق احمد سمیجو)

نواب شاہ میں ختم نبوت کانفرنس:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۲؍مئی کو جامع مسجد فردوس میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا محمد اشرف نے کی۔ جبکہ مہمانانِ خصوصی مفتی محمد راشد مدنی اور قاری کامران احمد، محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ کانفرنس کا آغاز قاری جاوید حیدر کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعتیہ کلام قاری عبداللہ رحیمی نے پیش کیا۔ انتظامات کی نگرانی جامع مسجد فردوس کے امام مولانا محمد عثمان نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، نواب شاہ ڈویژن کے انچارج ومبلغ مولانا تجمل حسین، ثانی قاری محمد حنیف ملتانیؒ مولانا قاری کامران احمد حیدرآباد نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر کسی قسم کا کمپرومائز نہیں کیا جائے گا۔ قادیانیوں کے لئے دو ہی راستے ہیں کہ وہ قادیانیت پر لعنت بھیج کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر غیر مشروط طور پر ایمان لائیں، نیز حیات، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن وسنت کے مطابق تسلیم کریں۔ مرزا قادیانی کے دعاوی مہدویت، مسیحیت، ظلی و بروزی نبوت سے برأت کا اعلان کریں تو اسلامیان پاکستان انہیں سینے سے لگانے کے لئے تیار ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ پاکستان کے آئین و قانون کو تسلیم کرتے ہوئے ملک کے شریف شہری بن کر رہیں تو جیسے پاکستان میں ہندو، سکھ اور دوسری اقلیتیں رہتی ہیں اور اسلامیان پاکستان ان سے تعلقات رکھتے ہیں تو ان کے متعلق بھی سوچیں گے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہ کر مولانا قاری کامران احمد حیدرآبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ (قاری نیاز احمد)

اوڈیرو لال ٹنڈو آدم میں ختم نبوت کانفرنس:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۳؍مئی بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا عبدالقیوم جوگی نے کی۔ تلاوت کی سعادت قاری محمد ادریس نے حاصل کی، جبکہ نعتیہ کلام جناب عبدالصمد نے پیش کیا۔ کانفرنس سے نواب شاہ ڈویژن کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ سیلاب کے دنوں میں مجلس نے مختلف علاقوں میں میڈیکل کیمپ لگائے، ایک میڈیکل کیمپ سے دو ہزار چھ سو سے زائد لوگوں نے استفادہ کیا۔ اس کیمپ میں سات ڈاکٹرز خدمت میں مصروف رہے۔ نیز مسلمانانِ علاقہ کے تعاون سے تقریباً اٹھتر لاکھ روپے نقد اور خوردونوش کی اشیاء تقسیم کیں جبکہ قادیانی کیمپ جو صرف مالی فائدہ نہیں دیتے تھے بلکہ وہ ایمان کے ڈاکو تھے مالی امداد کی آڑ میں مسلمانوں کے ایمان پر حملہ کرنا ان کا وطیرہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے یوم تاسیس (۱۹۴۹ء) سے لے کر اب تک لاکھوں مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کرچکی ہے اور کرتی چلی آرہی ہے۔ نیز عقیدہ ختم نبوت کے محافظ قوانین کا تحفظ کیا ہے اور آئندہ بھی جانوں کا نذرانہ تک پیش کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ یہاں بھی

انہوں نے ۷ ستمبر ۲۰۲۴ء کو گولڈن جوبلی کے حوالہ سے لوگوں کو تیار کیا، سامعین نے کہا کہ گولڈن جوبلی کے پروگرام میں مسلمانانِ سندھ بھرپور شرکت کریں گے۔ پروگرام مولانا شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔(احسان احمد)

دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور:

دارالعلوم سندھ کا قدیمی مدرسہ ہے، جس کی بنیاد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی سرپرستی میں، حضرت مولانا عبدالعزیزؒ، مولانا قاری رحمت اللہ نوراللہ مراقدھما نے ۱۹۵۱ء میں رکھی۔ جامعہ آٹھ ایکڑ قطعہ اراضی پر قائم ہے۔ جس میں ۱۳۶ کمرے، درسگاہیں، دارالحدیث، عظیم الشان وسیع وعریض مسجد قائم ہے۔ درالعلوم اہل حق کا مرکز رہا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی تو مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ اور جمعیت علماء اسلام کا مرکز رہا ہے۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کئی کئی روز مدرسہ میں آکر قیام فرماتے اور مدرسہ سے ہی اندرون سندھ پروگرام بناتے۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ بارہا تشریف لائے۔

قاری رحمت اللہ کی وفات کے بعد مولانا محمد یوسف بہاولپوریؒ مہتمم بنائے گئے تو موصوف نے تاحیات مدرسہ کا نظام سنبھالے رکھا۔ مولانا محمد یوسف بہاولپوریؒ کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سلیم مدظلہ اور مولانا قاری عبدالرشید مدرسہ کا نظام سنبھالے چلے آرہے ہیں۔ مولانا محمد سلیم مدظلہ اور قاری عبدالرشید حفظہ اللہ کے دل کی سرجری ہوئی نواب شاہ ڈویژن کے مبلغ مولانا تجمل حسین سلمہ کی معیت میں دارالعلوم میں حاضری دی۔ دونوں بزرگوں سے دعائیں لیں تو اگلے پروگرام ٹنڈو آدم سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر جامع مسجد اسٹیشن والی اوڈیرو لال کے لئے سفر کیا، چند ماہ پہلے دارالعلوم کے استاذ الحدیث مولانا نور محمدؒ کا انتقال ہوا، ان کی تعزیت کی۔

دولت آباد کھپرو میں ختم نبوت کانفرنس:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دولت آباد کھپرو میں ۲۵ رمئی عشاء کی نماز کے بعد عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس مدرسہ انوار القرآن میں منعقد ہوئی۔ صدارت ماسٹر محمد اسحاق کمہار نے کی۔ تلاوت قاری منیر احمد شر نے کی، (شر بلوچوں کی ایک شاخ ہے) میرپور خاص ڈویژن کے مبلغ مولانا مختار احمد نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعیٔ جمیلہ سے اللہ پاک نے سینکڑوں قادیانیوں کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ جب قادیانیوں کی نئی نسل کو مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر سے آگاہ کیا جاتا ہے اور انہیں حوالہ جات دکھلائے جاتے ہیں کہ مرزا قادیانی شراب پیتا تھا۔ قادیانی لٹریچر کے مطابق مرزا قادیانی غیر محرم عورتوں سے اختلاط کرتا تھا تو نسل نو قادیانیت پر لعنت بھیج کر دولت ایمان سے بہرہ ور ہو جاتی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے کسی بھی کونے کھدرے میں قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیاں سامنے آتی ہیں تو مجلس کے مبلغین خم ٹھونک کر ان کے مدمقابل ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے پُرامن دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ قادیانیت کے خاتمہ تک جاری رہے گا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہ کر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔(احسان احمد)

جھان سومرو میں جلسہ ختم نبوت:

۲۶ رمئی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ باب مدینۃ العلم میں ظہر سے عصر تک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ٹنڈو محمد خان کے امیر مولانا محمد ابراہیم سومرو نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مہتمم مدرسہ مولانا جمیل الرحمٰن سومرو مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد ابرار شریف، مرکزی مبلغین مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اردو زبان میں جبکہ سندھ کے مایہ ناز خطیب مولانا محمد عیسیٰ سموں نے سندھی زبان میں ولولہ انگیز خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے خطاب میں قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے کہا کہ قادیانی مرزا کذاب کے دامن کو چھوڑ کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ اسلامیان پاکستان ان کا خیر مقدم کریں گے، بصورت دیگر ان کی کافرانہ سرگرمیوں کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ مدرسہ باب مدینۃ العلم کی بنیاد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید مولانا عبدالرحمٰنؒ نے رکھی۔ موصوف نے ۱۹۸۵ء تک نظام کو سنبھالے رکھا۔ ان کے بعد مولانا نوراللہ، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد یعقوب نوراللہ مراقدھم نے تعلیم و تدریس،

انتظام و انصرام سنبھالے رکھا۔ اب مولانا جمیل الرحمٰن سومرو سلمہ نظم سنبھالے ہوئے ہیں، جلسہ عصر کی نماز سے پہلے اختتام پذیر ہوا۔ (احسان احمد)

مدرسہ انوار القرآن قاسمیہ:

مدرسہ کا سنگ بنیاد ۲۵؍جون ۱۹۹۹ء سندھ کی معروف دینی، سیاسی اور خطابت کے میدان میں مقبول ترین شخصیت مولانا سائیں عبدالغفور قاسمیؒ نے رکھا۔ مدرسہ کے بانی و مہتمم مولانا محمد ابراہیم سومرو مدظلہ جو ہمارے ضلعی امیر ہیں۔ تقریباً ایک ایکڑ (چالیس ہزار مربع فٹ) پر مشتمل ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ تین سو مسافر طلبا اٹھارہ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہورہے ہیں، کل عملہ بمع اساتذہ کرام پچیس افراد پر مشتمل ہے۔ حضرت مہتمم صاحب کی دعوت پر ۲۶؍مئی مغرب کی نماز کے بعد راقم نے طلبا و اساتذۂ کرام سے خطاب کیا اور انہیں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کرایا۔

ٹنڈو محمد خان میں جلسہ:

۲۷؍مئی عشاء کی نماز کے بعد مدینہ مسجد میں ختم نبوت کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت مولانا سائیں محمد ابراہیم سومرو مدظلہ نے کی۔ مولانا محمد حنیف سیال سلمہ نے سندھی زبان میں، مولانا محمد ابرار شریف اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اردو زبان میں بیان کیا۔ مقررین نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کی سنگینی کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا: قادیانیت رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کا نام ہے۔ قادیانیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کو حضور اور علیہ السلام کہا۔ مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین کہا (مرزا قادیانی کی جو بیوی مسلمان رہی، اسے پھجے کی ماں کہتے ہیں) مرزا قادیانی کی بیٹی کو سیدۃ نساء العالمین کہا۔ غرضیکہ دین اسلام سے متوازی انہوں نے شعائر اسلام کو مرزا قادیانی اور اس کے خاندان کے لئے استعمال کیا۔ ۲۷؍مئی کو مدرسہ عائشہ للبنات جامشورو کی طالبات و معلمات سے ساڑھے دس بجے بیان ہوا۔ ۲۷؍مئی صبح ساڑھے گیارہ بجے مدرسہ مصباح العلوم کوٹری میں بیان، بعدازاں مغرب کی نماز کے بعد دارالعلوم جامع مسجد کوٹری میں درس ہوا۔

جامع مسجد مہران سوسائٹی میں جلسہ:

جامع مسجد مہران سوسائٹی کوٹری میں عشاء کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ ضلع جامشورو کے مبلغ مولانا سید سلمان شاہ اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔

مدرسہ دارالفیوض البنوریہ ٹھٹھہ:

مدرسہ کے بانی و مہتمم مولانا احمد سومرو مدظلہ ہمارے مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ حضرت لدھیانوی شہید نے ۱۹۹۵ء میں جامعہ کی بنیاد رکھی۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ایک سو کے قریب طلبا کرام دس اساتذۂ کرام، درجہ کتب میں اور تین اساتذہ درجہ قرآن پاک میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ۲۸؍مئی صبح گیارہ بجے راقم الحروف کا بیان ہوا، اہتمام سجاول کے مبلغ مولانا محمد حنیف سیال نے کیا۔

دارالعلوم حسینیہ دوڑ میں بیان:

دارالعلوم عزیزیہ حسینیہ دوڑ نواب شاہ کے بانی مولانا قاری عبدالرشیدؒ تھے۔ جامعہ کا آغاز بارہ ایکڑ زمین پر ۱۹۹۲ء میں کیا۔ زمین جناب دوست محمد بھرو نے وقف کی۔ جامعہ کی وسیع وعریض مسجد، خوبصورت دارالاقامے، بہترین درسگاہیں، نظر بد کا شکار ہوئیں اور بانی ادارہ کو ۲۰۰۹ء میں بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ اب ادارہ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور کی نگرانی میں چل رہا ہے۔ جامعہ میں اصل تعلیم تو قرآن پاک کی ہے۔ پندرہ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں سینکڑوں طلبا حفظ و ناظرہ کی تعلیم میں مصروف ہیں۔ حفظ کے علاوہ دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔ تیس اساتذۂ کرام خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بانی ادارہ کی شہادت کے بعد مولانا محمد اشرف مہتمم بنائے گئے۔ موصوف کو نواب شاہ میں قطعۂ اراضی دستیاب ہوا۔ ان کے بعد مولانا مفتی راشد اقبال مدظلہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور کے منتظم مولانا قاری عبدالرشید مدظلہ، مہتمم و شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم مدظلہ تشریف لاتے رہتے ہیں۔ امتحانات کی بھی سرپرستی کرتے ہیں۔ ۳۰؍مئی کو ڈویژنل مبلغ مولانا تجمل حسین سلمہ کی معیت میں حاضری اور طلبا و اساتذۂ کرام سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے متعلق بیان ہوا۔ دوڑ سے سفر کر کے خیرپور میرس کے مبلغ مولانا فاروق احمد سمیجو سلمہ کی معیت میں ٹھیڑی برلب روڈ (نیشنل ہائی وے) مولانا فیاض احمد مدظلہ کے مدرسہ میں قیلولہ کیا اور عصر کی نماز کے بعد بیان بھی ہوا۔ ٹھیڑی سے سانگی کی طرف روانہ ہوئے جہاں عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کرنا تھی۔ پنوعاقل کے احباب اور سکھر ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر مدظلہ کی معیت میں تھر بچانی کی خانقاہ قادریہ راشدیہ میں حاضری دی۔ سجادہ نشین حضرت اقدس مولانا عبدالعزیز سے دعائیں لیں۔

تحریکِ ختم نبوت کی چند یادیں!

چوتھی قسط

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

اس دوران ایک دور ایسا آیا کہ یحییٰ خان ملک سے باہر جا رہے تھے اور اپنا قائم مقام کچھ دنوں کے لیے ایم ایم احمد کو بنانا چاہتے تھے۔ دینی حلقوں کے لیے یہ تشویش کی بات تھی کہ ایک قادیانی ملک کا قائم مقام صدر بنے گا۔ چنانچہ سیالکوٹ کا ایک نوجوان اسلم قریشی، جو اس وقت اسلام آباد میں لفٹ ٹیکنیشن کے طور پر ملازم تھا، اس کا ذاتی جذبہ تھا یا کچھ دوستوں کے حلقے کی بات تھی، اس نے سوچا کہ اس کو صدر نہیں بننے دینا، اس لیے کہ اس کا قائم مقام صدر بننا قابل برداشت بات نہیں تھی۔ غالباً ایک دن پہلے ہی اس نے یہ رسک لے لیا۔ کہا جاتا ہے کہ مرزا مظفر احمد لفٹ سے اوپر جا رہا تھا، اسلم قریشی اس کو ڈیل کر رہا تھا۔ اس موقع پر اسلم قریشی نے یہ کیا کہ اس کے ساتھ سوار ہو گیا اور لفٹ کے اندر ہی اس پر دو چار وار کر دیے۔ وار زیادہ کاری نہیں تھے، پیٹھ اور گردن پر کچھ زخم آئے تھے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایم ایم احمد ہفتہ دس دن ہسپتال میں رہا اور یوں قائم مقام صدر والا پیریڈ ہسپتال میں گزر گیا۔ اسلم قریشی زیادہ مضبوط جسم کا آدمی نہیں تھا، بہرحال اس نے اتنا کر دیا کہ ایم ایم احمد ایوان صدر جانے کے بجائے ہسپتال چلا گیا۔ اسلم قریشی غیر معروف آدمی تھا۔ اس سے پہلے اسے کوئی نہیں جانتا تھا، نہ ہم جانتے تھے اور نہ کوئی اور جانتا تھا۔ اس واقعہ میں اسلم قریشی قاتلانہ حملے کے جرم میں گرفتار ہو گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کا کیس لڑا۔ تحریک ختم نبوت کا ہی کام تھا۔ وہ کیس چلتا رہا۔ راجہ ظفر الحق وکیل تھے۔ کیس میں کچھ عرصہ بعد اس کو کچھ سزا ہوئی۔ اس دوران اس کی ملازمت ختم ہو گئی۔ بہرحال وہ لٹریچر کا مطالعہ کرتا رہا، جب جیل سے آیا تو مجلس تحفظ ختم نبوت والوں نے اسے اپنا مبلغ بنا لیا اور سیالکوٹ میں تعینات کر دیا۔ وہ باقاعدہ عالم نہیں تھا بہرحال تیاری کر کے تقریر کر لیا کرتا تھا، اس واقعہ نے اسے تیار کر دیا تھا اور کچھ مجلس والوں نے تیار کر دیا تو سیالکوٹ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا باضابطہ مبلغ بن گیا۔

اس واقعے کے پس منظر میں ۱۹۸۴ء میں اچانک ایسا ہوا کہ اسلم قریشی غائب ہو گیا۔ وہ سیالکوٹ سے معراجکے گیا جو کہ بارڈر کے ساتھ قادیانیوں کا گاؤں ہے۔ وہاں مسلمانوں کی ایک مسجد ہے۔ وہ وہاں پہلے بھی وعظ کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ جامعہ شہابیہ رنگ پورہ میں مدرسہ ہے۔ ایک دن وہاں کے قاری صاحب سے ملا، سائیکل ان کے پاس کھڑی کر کے یہ کہہ کر چلا گیا کہ میں بس پر معراجکے جا رہا ہوں، کل آؤں گا اور سائیکل لے جاؤں گا۔ وہ وہاں سے گیا تو اس کے بعد غائب ہو گیا۔ ادھر معراجکے والے کہتے کہ وہ ہمارے پاس نہیں آیا۔ ایک دو دن کے بعد تشویش شروع ہو گئی کہ وہ کہاں گیا ہے۔ ظاہر بات تھی کہ وہ غائب ہوا تو شک قادیانیوں پر ہی ہونا تھا کہ انہوں اغوا کر لیا ہے۔ ختم نبوت کا مبلغ ہونے کے حوالے سے بھی اور سابقہ پس منظر کے حوالے سے بھی۔

چنانچہ پہلے سیالکوٹ کے علماء نے احتجاج کیا۔ گوجرانوالہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر تھا۔ سیالکوٹ کے علماء پیر سید بشیر احمد، نعیم آسی، حافظ محمد صادق رحمہم اللہ وغیرہ حضرات ہمارے پاس تشریف لائے اور مشورہ ہوا کہ پتا کرنا چاہیے کہ ہمارا آدمی ہمارا مبلغ کس نے اغوا کیا ہے، اور اس کے ایم ایم احمد والے پس منظر کو سامنے رکھ کر اس پر بات کرنی چاہیے۔ چنانچہ مختلف جگہوں پر احتجاجی جلسے ہوئے اور ہم نے ڈویژنل سطح پر باقاعدہ ایکشن کمیٹی بنا لی۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ اس کو بازیاب کرو اور انکوائری کرو کہ کس نے اغوا کیا ہے۔ ڈویژنل ایکشن کمیٹی میں چند آدمی بنیادی کردار تھے: مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد تھے جو ختم نبوت کے امیر رہے ہیں، اہل حدیث علماء میں بڑے عالم تھے، ختم نبوت کے معاملات میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ کامونکی کے امجد علی چشتی کے والد حاجی لطیف احمد چشتی بریلوی مکتب فکر کے بڑے راہنما تھے، وہ بھی ہمارے ساتھ تھے، میں تھا، علامہ محمد احمد لدھیانویؒ، ڈاکٹر غلام محمدؒ، مولانا عبدالعزیز چشتیؒ، مولانا خالد مجددی اور حکیم محمود بھی ہمارے ساتھ

تھے۔ یہ سارے حضرات اس کمیٹی میں تھے۔ ہم نے اسلم قریشی بازیابی کمیٹی کو ایک باقاعدہ منظم شکل دی۔ لطیف احمد چشتیؒ ہمارے صدر تھے، حکیم عبدالرحمٰن سیکرٹری جنرل اور میں سیکرٹری اطلاعات تھا۔ ہم نے کامونکی، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں جلسے کیے اور مومنٹ شروع ہوگئی۔

اس زمانے میں میجر (ر) مشتاق احمد گوجرانوالہ کے ایس پی تھے، وہ ڈی آئی جی گوجرانوالہ بھی رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ہماری مخاصمت شروع ہوگئی کہ وہ قادیانی ہے۔ شاید وہ قادیانی نہیں تھا لیکن اس پر قادیانیت کا الزام تھا کہ وہ قادیانیوں کا رشتہ دار ہے، انہیں سپورٹ کرتا ہے۔ جب کچھ بات آگے بڑھی تو ملک کے دوسرے حصوں میں بھی احتجاج شروع ہوگیا کہ اسلم قریشی کہاں ہے، اسے بازیاب کرو۔ ہم اس زمانے میں بہت متحرک تھے۔ ہم نے خبروں اور جلسوں میں ٹھیک ٹھاک محاذ گرم کیا۔ اس پر مرکز بھی متوجہ ہوا اور مرکز سے تین بزرگ تشریف لائے۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ جو تحریک ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل تھے، بڑے بزرگوں میں سے تھے، ان کے علاوہ فیصل آباد سے حضرت مولانا تاج محمودؒ اور حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، یہ حضرات تشریف لائے۔ علامہ محمد احمدؒ کے گھر اس مسئلہ پر ہماری میٹنگ ہوئی کہ ہمیں گوجرانوالہ سے باہر ملکی سطح پر بھی کام کرنا چاہیے۔ بات آہستہ آہستہ گرم ہوتی جا رہی تھی۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کو دوبارہ منظم کیا جائے۔ اس مشاورت میں تین ہم یہاں کے تھے اور وہ تین باہر سے آئے تھے۔ یہ مشورہ ہوا کہ آل پارٹیز ایکشن کمیٹی کو دوبارہ بحال کیا جائے اور اس کے لیے کام کیا جائے۔

اس میں ہمارا آپس میں مشورہ ہوا کہ گزشتہ ۱۹۷۴ء کی مجلس عمل میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ صدر تھے، علامہ سید محمود احمد رضویؒ سیکرٹری جنرل تھے، اس لیے اس دفعہ کسی بریلوی عالم کو صدر بنانا چاہیے اور کوئی دیوبندی سیکرٹری جنرل بن جائے۔ مشورہ میں ہم نے تین حضرات طے کیے کہ ان سے بات کرنی چاہیے۔ مولانا عبد الستار خان نیازیؒ، صاحبزادہ محمود شاہ گجراتیؒ، اور علامہ محمود احمد رضویؒ۔ میرے ذمے مولانا نیازیؒ لگے کہ میں ان سے بات کروں۔ باقی حضرات کا بھی طے ہوا کہ فلاں سے فلاں بات کرے گا، فلاں سے فلاں بات کرے گا۔ مولانا نیازیؒ کے ساتھ میری نیاز مندی تھی، شفقت کرتے تھے، میں بھی ان سے ملتا جلتا رہتا تھا۔ سخت مزاجی کے باوجود ہمارا آپس میں جوڑ تھا۔ میں مولانا کے پاس چلا گیا، ان سے ملا اور انہیں بات بتائی تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ ہمارا آپس میں مشورہ ہوا کہ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کو مجلس عمل کا سربراہ بنایا جائے اور دیوبندی علماء میں کوئی متحرک آدمی سیکرٹری جنرل بن جائے تو مجلس عمل کا آغاز کردیا جائے۔

لیکن بات گڑبڑ ہوگئی۔ کہا گیا تھا کہ مولانا نیازیؒ کو صدارت کے لیے تیار کریں، میں نے دو تین ملاقاتیں کرکے مولانا کو صدارت کے لیے تیار کیا، لیکن جب ساری مہم کے نتیجے میں لاہور شہر میں میٹنگ ہوئی تو اچانک پالیسی بدل گئی کہ نہیں، صدر دیوبندی ہونا چاہیے اور حضرت مولانا خان محمدؒ کو ہونا چاہیے۔ اس پر مولانا نیازیؒ ناراض ہوگئے، ان کی ناراضگی بجا تھی، دیانتداری کی بات یہی ہے۔ مولانا نے کہا ٹھیک ہے لیکن میرے ساتھ وہاں تم نے کچھ اور بات کی تھی اور یہاں کوئی اور بات کی ہے۔ بہرحال جو ہوا سو ہوا۔ چنانچہ شیرانوالہ لاہور میں دوبارہ مجلس عمل بنی، حضرت مولانا خان محمدؒ کو صدر بنایا گیا، مولانا مفتی مختار احمد نعیمیؒ گجرات کے بریلوی علماء میں سے تھے انہیں سیکرٹری جنرل بنایا گیا۔ مفتی مختار احمد نعیمیؒ سیالکوٹ میں ایک بڑی مسجد کے خطیب اور بریلوی علماء کے بڑے مفتی احمد یار خان نعیمیؒ کے بیٹے تھے، گجرات میں ان کا بڑا مدرسہ ہے۔ اس سے پہلے وہ تحریک نظامِ مصطفیٰ کے حوالے سے بھی متعارف تھے۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں جو علماء گولیوں کے سامنے سینہ سپر ہوئے، ان میں وہ بھی ہیں۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک میں جب سیالکوٹ میں گولی چلی تو وہ بھی سامنے آئے، ان کو گولیاں لگیں اور وہ ہسپتال میں بھی رہے۔ اس حوالے سے ان کا تعارف تھا کہ یہ تحریکی معاملات میں بڑے سرگرم ہیں۔ بہرحال مجلس عمل بن گئی۔ میں سیکرٹری اطلاعات بنا۔ اس تحریک میں میرا کردار ملکی لیول پر تھا۔

مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور میں نے مل جل کر ملک کے دورے کیے۔ ملک بھر میں جلسے اور کانفرنسیں کیں اور محاذ اچھا خاصا گرم کرلیا۔ الحمد للہ یہ کیفیت ہوگئی تھی اور ہم اس پوزیشن میں آگئے تھے کہ لوگوں کو کال دے کر اسلام آباد میں اکٹھا کر لیں اور دھرنا دے کر بیٹھ جائیں۔ مطالبات میں بڑا مطالبہ یہ تھا کہ اسلم قریشی کو بازیاب کیا جائے، اور دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ ۱۹۷۳ء کے دستور میں قادیانیت سے متعلق جو ترمیم ہوئی ہے اس کے قانونی تقاضے پورے کیے جائیں، اور کچھ جزوی مطالبات بھی تھے مثلاً ارتداد کی سزا نافذ کی جائے

وغیرہ۔ لیکن بنیادی دو مطالبات تھے۔ اس پر ملک بھر میں تحریک چلی اور اچھا خاصا محاذ گرم ہوا۔ سکھر، حیدر آباد اور پشاور میں بڑی بڑی کانفرنسیں اور اجتماعات ہوئے اور میدان ایک دفعہ پھر گرم ہوگیا۔

محمد خان جونیجو صاحب کا دور آیا، وہ وزیر اعظم بنے تو ہمارے ان کے ساتھ مذاکرات ہوئے۔ ہم نے اسلام آباد میں کال دے دی، لوگوں کو کہا کہ جمعہ اسلام آباد پڑھنا ہے تو لوگ ایک دن پہلے پہنچ گئے کہ حکومت رکاوٹیں کھڑی کر دے گی۔ اس میں ایک لطیفہ یہ ہوا کہ انہوں نے ناکہ بندی کر رکھی تھی اور ہم نے طے کر رکھا تھا کہ ہم نے ہر حال میں پہنچنا ہے۔ چونکہ جو پرانے کارکن تھے انہیں پتا تھا کہ کیا کرنا ہے۔ بعض حضرات نے اپنا حلیہ بدلا۔ یہ طریقے سیکھنے پڑتے ہیں جو ہم نے سیکھے ہیں۔ راستے میں انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا ادھر ایک بندے سے کام ہے۔ انہوں نے پوچھا جمعہ کہاں پڑھنا ہے؟ ہم نے کہا جہاں آ گیا پڑھ لیں گے، اس طرح ہم نکل گئے۔ حضرت مولانا حافظ عبد القادر روپڑیؒ مجلس عمل کے نائب صدر تھے، وہ آئے تو ان کو اسلام آباد میں روکا گیا۔ وہ آتے ہی بولے کہ تم جانتے نہیں ہو میں مجلس عمل کا نائب صدر ہوں۔ انہوں نے کہا جی تشریف لے آئیں اور انہیں تھانے میں لے جا کر بٹھا دیا۔ اور بھی کئی حضرات کو تھانے میں لے گئے تھے۔ بہرحال لوگ اسلام آباد پہنچے، وہاں جمعہ پڑھا، جلسہ ہوا، شام کو ہماری میٹنگ ہوئی۔

اس کے بعد دوبارہ کال دی گئی، ناکہ بندی جہلم سے شروع ہوگئی تھی، پچاس ساٹھ میل پر ناکہ بندی کر رکھی تھی کہ کوئی آدمی جانے نہ پائے۔ اس کے باوجود لوگ پہنچے اور لوگوں کے جذبے کا حال یہ تھا کہ گوجرانوالہ کے چار پانچ ساتھیوں کو جہلم میں روک دیا گیا۔ قاری یوسف عثمانی، میرے چھوٹے بھائی قارن صاحب، امان اللہ قادری، طالب اعوان وغیرہ۔ جب انہیں روکا تو انہوں نے سوچا کہ جانا تو ضروری ہے۔ لیکن انہوں نے بٹھا دیا تھا کہ آپ نہیں جا سکتے۔ چنانچہ ایک بس پر باردانہ لدا ہوا تھا، خالی بوریاں تھیں، ان حضرات نے کنڈیکٹر سے بات کی کہ ہم آپ کو ڈبل کرایہ دیں گے آپ ہمیں باردانہ میں باندھ کر لے جائیں۔ انہوں نے کرایہ طے کر کے اپنے آپ کو بندھوایا اور بس کے اوپر چڑھ گئے ۔ باردانہ مرچوں کا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈیڑھ دو گھنٹے کا سفر تھا، ہمارا تو برا حال ہو گیا، لیکن بہرحال اسلام آباد پہنچ گئے۔ لوگ اس کیفیت میں بھی وہاں پہنچے۔ پھر جونیجو صاحب کے ساتھ جو تفصیلی مذاکرات ہوئے، مَیں بھی ان میں شریک تھا۔

اس ساری جدوجہد کے نتیجے میں ہمیں جو نتیجہ ملا وہ صدر ضیاء الحق کا صدارتی امتناع قادیانیت آرڈیننس تھا۔ جس کے مطابق یہ طے ہوا کہ قادیانی اسلام کے نام پر تبلیغ نہیں کر سکتے، اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکیں گے، اور وہ اپنی عبادت گاہوں کا نقشہ تبدیل کریں گے کیونکہ شعائر کا امتیاز ضروری ہے۔ اور اس کو قابل تعزیر جرم قرار دے دیا، اس پر تین سال کی سزا مقرر ہوئی۔ ”امتناع قادیانیت آرڈیننس“ ہمارے نقطۂ نظر میں یہ تھا کہ دستوری قانون کے تقاضے پورے ہوئے، صدر ضیاء الحق نے آرڈیننس کے طور پر اسے نافذ کر دیا اور بعد میں پارلیمنٹ نے بھی اسے منظور کر لیا۔ یہ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت تھی، جس میں یہ حضرات تھے مولانا عبد القادر روپڑی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مفتی مختار احمد نعیمی، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا تاج محمود (اسی دوران فوت ہوگئے تھے) اور مولانا ضیاء القاسمی رحمہم اللہ تعالیٰ تھے جنہوں نے زیادہ اہم رول ادا کیا۔

اس دوران کے لطیفوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سیالکوٹ میں ہمارے داخلے پر پابندی لگ گئی۔ اس زمانے میں تحریک یہ ہوتی تھی۔ مجسٹریٹ سیالکوٹ نے ہمارے داخلے پر پابندی لگا دی۔ ہم نے اعلان کر دیا کہ میں جاؤں گا اور پابندی قبول نہیں کرتا۔ انہوں نے ناکہ بندی کر دی کہ نہیں جانے دیں گے۔ لیکن اس کے باوجود ہم وہاں پہنچے، جلسہ کیا اور ہمارے خلاف مقدمہ کر دیا گیا اور دو چار تاریخوں کے بعد مجھے اشتہاری ملزم قرار دے دیا۔ تھانے کا اے ایس آئی میرے پاس آیا کہ آپ کے اشتہاری ملزم کا وارنٹ ہے۔ میں نے کہا میں تو آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ کا آرڈر آ گیا ہے اب کیا کروں۔ اس نے کہا یہ نوٹس آپ کے دروازے پر لگانا ہے۔ میں نے کہا گوند مجھ سے لے لو۔ اشتہاری ملزم کے اعلان کا مطلب یہ تھا کہ ملزم کہیں بھی مل نہیں رہا، بھاگ گیا ہے، فرار ہو گیا ہے، تاریخوں پر حاضر نہیں ہو رہا، اسے تلاش کیا جائے۔ اگر فلاں تاریخ تک نہ آیا تو یک طرفہ کاروائی کی جائے گی۔ وہ نوٹس میرے پاس لایا کہ اسے وصول کر لیں۔ میں نے کہا میں وصول نہیں کروں گا۔ اس نے کہا یہ آپ کے دروازے پر لگا دوں گا چنانچہ وہ میرے دروازے پر لگا کر چلا گیا۔ میں نے اتار کر کے ریکارڈ میں رکھ لیا۔ وہ میرے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔ (جاری ہے)

مدینہ سے کیا لے کے جائیں؟

مدینے سے عشاق کیا لے کے جائیں؟ — پیامِ رسولِ خداﷺ لے کے جائیں
انہیں جستجو کھینچ لائی یہاں تک — یہاں سے وہ اب خاکِ پا لے کے جائیں
تعامل اور اخلاق و اعمال سب میں — وہ محبوبﷺ کی ہر ادا لے کے جائیں
جو تقسیم اب تک یہاں ہو رہی ہے — وہ میراثِ خیرالوریﷺ لے کے جائیں
جو دونوں جہاں میں انہیں کام آئے — وہی دولت بے بہا لے کے جائیں
جو انصار طیبہﷺ نے کر کے دکھایا — وہی صدق و عہد وفا لے کے جائیں
حضوری ہے دامان دل کو بچھا کر — فیوض حبیبِ خداﷺ لے کے جائیں
جو چاہیں جمال نبیﷺ منعکس ہو — تو نورِ رخِ مصطفیﷺ لے کے جائیں
لگانے کو مہجور کے زخم دل پہ — مدینہ سے ''خاکِ شفاء'' لے کے جائیں
ملی ہے انہیں جو نوید معیت — وہی مژدۂ جاں فزا لے کے جائیں

ولی ہو جنہیں آرزوئے شفاعت
لبوں پہ وہ صل علیٰ لے کے جائیں

مولانا ولی اللہ ولی عظیم آبادی، مدینہ منورہ

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو متفقہ طور پر
غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا 7 ستمبر 2024 کو اس فیصلے کے 50 سال مکمل ہونے پر
بمقام
مینارِ پاکستان لاہور
بتاریخ
7
ستمبر بروز ہفتہ
بعد نمازِ عصر
2024
یوم الفتح
فقید المثال
تاریخی
عظیم الشان
ختمِ نبوت
گولڈن جوبلی
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
زیر صدارت
پیر طریقت رہبر شریعت خاکوانی
حضرت مولانا
ولی کامل
حافظ محمد ناصر الدین خان
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نقشبندی مجددی حفظہ اللہ
مہمان خصوصی
قائد ملت اسلامیہ
قائد جمعیۃ
حضرۃ مولانا
فضل الرحمن
دامت برکاتہم
مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام
علماء کرام مشائخ
قائدین، دانشور
اور قانون دان
خطاب فرمائیں گے
منجانب
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور
0300-4304277
0300-4275579
0302-4198012